قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

# الفضل لندن

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

سوموار 02 اگست 2021ء | 22 ذوالحج 1442 ہجری قمری | جلد: 3 | شمارہ: 181

## فرمانِ رسول ﷺ

### ظاہری طہارت کی اہمیت

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں:

نبی کریم ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے اور فرمایا کہ ان دونوں کو ان قبروں میں عذاب دیا جا رہا ہے اور انہیں کسی بڑے گناہ کی وجہ سے عذاب نہیں دیا جا رہا۔ أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ یعنی ان میں سے ایک تو پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خوری کرتا تھا۔

(صحیح بخاری۔کتاب الوضوء باب ما جاء فی غسل البول)

ایک موقعہ پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے انصار کی جماعت! اللہ تعالیٰ نے طہارت اور صفائی سُتھرائی کے بارے میں تمہاری تعریف کی ہے۔ پس تمہاری طہارت کیا ہے؟ انصار نے عرض کی کہ ہم نماز کے لئے وضوء کرتے ہیں، غسلِ جنابت بھی کرتے ہیں اور پانی سے استنجا کرتے ہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا یہی وہ چیز ہے پس تم اس کو لازم پکڑے رہو۔

(سنن ابن ماجہ۔کتاب الطہارۃ وسننھا الاستنجاء بالماء)

## حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

### حقیقی پاکیزگی حاصل کرنے کا عمدہ طریق

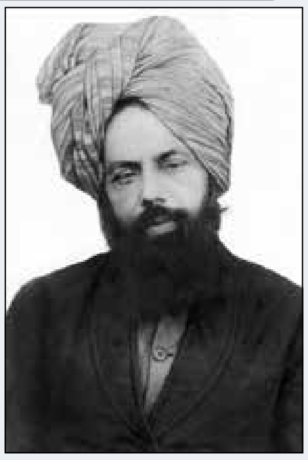

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’پس میرے نزدیک پاک ہونے کا یہ عمدہ طریق ہے اور ممکن نہیں کہ اس سے بہتر کوئی اَور طریق مل سکے کہ انسان کسی قسم کا تکبّر اور فخر نہ کرے نہ علمی، نہ خاندانی، نہ مالی۔ جب خدا تعالیٰ کسی کو آنکھ عطا کرتا ہے تو وہ دیکھ لیتا ہے کہ ہر ایک روشنی جو ان ظلمتوں سے نجات دے سکتی ہے وہ آسمان سے آتی ہے اور انسان ہر وقت آسمانی روشنی کا محتاج ہے۔ آنکھ بھی دیکھ نہیں سکتی جب تک سورج کی روشنی جو آسمان سے آتی ہے نہ آئے۔ اسی طرح باطنی روشنی جو ہر ایک قسم کی ظلمت کو دُور کرتی ہے اور اس کی بجائے تقویٰ اور طہارت کا نور پیدا کرتی ہے آسمان ہی سے آتی ہے۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ انسان کا تقویٰ، ایمان، عبادت، طہارت سب کچھ آسمان سے آتا ہے۔ اور یہ خدا تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے وہ چاہے تو اس کو قائم رکھے اور چاہے تو دُور کر دے۔

پس سچی معرفت اسی کا نام ہے کہ انسان اپنے نفس کو مسلوب اور لاشئ محض سمجھے اور آستانۂ اُلوہیّت پر گر کر انکسار اور عجز کے ساتھ خدا تعالیٰ کے فضل کو طلب کرے۔ اور اس نُورِ معرفت کو مانگے جو جذباتِ نفس کو جلا دیتا ہے اور اندر ایک روشنی اور نیکیوں کے لیے قوّت اور حرارت پیدا کرتا ہے۔ پھر اگر اس کے فضل سے اس کو حصّہ مل جاوے اور کسی وقت کسی قسم کا بسط اور شرحِ صدر حاصل ہو جاوے تو اس پر تکبّر اور ناز نہ کرے بلکہ اس کی فروتنی اور انکسار میں اَور بھی ترقی ہو۔ کیونکہ جس قدر وہ اپنے آپ کو لاشئ سمجھے گا اسی قدر کیفیات اور انوار خدا تعالیٰ سے اُتریں گے جو اس کو روشنی اور قوت پہنچائیں گے۔ اگر انسان یہ عقیدہ رکھے گا تو اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کی اخلاقی حالت عمدہ ہو جائے گی۔ دُنیا میں اپنے آپ کو کچھ سمجھنا بھی تکبّر ہے اور یہی حالت بنا دیتا ہے۔ پھر انسان کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ دُوسرے پر لعنت کرتا ہے اور اُسے حقیر سمجھتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 213 ایڈیشن 1988ء)

## ارشادِ باری تعالیٰ

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ﴿۲۲۳﴾

(البقرہ : 223)

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے اور پاکیزگی اختیار کرنے والوں سے بھی محبت کرتا ہے۔

## فرمانِ خلیفۂ وقت

### ماحول کی صفائی اور احمدیوں کی ذمہ داریاں

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

ابو مالک اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ’’پاکیزگی اختیار کرنا نصف ایمان ہے‘‘

(المعجم الکبیر جلد 3 صفحہ 284)

اب دیکھیں مومن کے لئے صفائی کا خیال رکھنا کتنا ضروری ہے، اور یہ احادیث اکثر مسلمانوں کو یاد ہیں، کبھی ذکر ہو تو آپ کو فوراً حوالہ بھی دے دیں گے۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ اس پر عمل کس حد تک ہے؟ یہ دیکھنے والی چیز ہے، اگر ایک جگہ صفائی کرتے ہیں تو دوسری جگہ گند ڈال دیتے ہیں اور بدقسمتی سے مسلمانوں میں جس شدت سے صفائی کا احساس ہونا چاہئے وہ نہیں ہے اور اسی طرح اپنے ماحول میں احمدیوں میں بھی جو صفائی کے اعلیٰ معیار ہونے چاہئیں وہ مجموعی طور پر نہیں ہیں۔ بجائے ماحول پر اپنا اثر ڈالنے کے ماحول کے زیر اثر آ جاتے ہیں۔ پاکستان اور تیسری دنیا کے ممالک میں اکثر جہاں گھر کا کوڑا کرکٹ اٹھانے کا کوئی باقاعدہ انتظام نہیں ہے، گھر سے باہر گند پھینک دیتے ہیں حالانکہ ماحول کو صاف رکھنا بھی اتنا ہی ضروری ہے جتنا اپنے گھر کو صاف رکھنا۔ ورنہ تو پھر اس گند کو باہر پھینک کر ماحول کو گندا کر رہے ہوں گے اور ماحول میں بیماریاں پیدا کرنے کا باعث بن رہے ہوں گے۔ اس لئے احمدیوں کو خاص طور پر اس طرف توجہ دینی چاہئے۔ کوئی ایسا انتظام کرنا چاہئے کہ گھروں کے باہر گند نظر نہ آئے۔ ربوہ میں، جہاں تقریباً 89 فیصد احمدی آبادی ہے، ایک صاف ستھرا ماحول نظر آنا چاہئے۔ اب ماشاء اللہ تزئین ربوہ کمیٹی کی طرف سے کافی کوشش کی گئی ہے۔ ربوہ کو سرسبز بنایا جائے اور بنا بھی رہے ہیں۔ کافی پودے، درخت گھاس وغیرہ سڑکوں کے کنارے لگائے گئے ہیں اور نظر بھی آتے ہیں۔ اکثر آنے والے ذکر کرتے ہیں۔ اور کافی تعریف

بقیہ صفحہ 9 پر

اس شمارہ میں


- دربارِ خلافت
- اللہ تعالیٰ کو خاکساری پسند ہے (منظوم)
- خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
- خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

## دربارِ خلافت

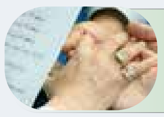

### متقی کو خدا کا ساتھ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پس یہ تقویٰ ہی وہ بنیادی چیز ہے جو خدا تعالیٰ کا قرب دلاتی ہے۔ اس آیت میں جو میں نے تلاوت کی جیسا کہ سب نے سن لیا اور ترجمہ بھی مَیں نے بیان کر دیا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا (النحل: 129) یقیناً اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا، پہلی بات یہ بیان کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کے ساتھ ہے جنہوں نے اُن راستوں کو اختیار کیا جو تقویٰ پر لے جانے والے راستے ہیں۔ پس اس بات سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ دنیا میں دو طرح کے انسان ہیں، ایک وہ جو تقویٰ پر چلنے والے ہیں اور خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اعمالِ صالحہ بجا لانے والے ہیں اور ہر نیکی یا ہر اچھے عمل کو کرنے کی کوشش کرنے والے ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کریں، تا کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو۔ دوسرے وہ لوگ جو گو بعض اچھی باتیں اور نیک کام کر لیتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ اُن کے سامنے نہیں ہوتا، یا وہ ہر کام کرتے وقت اس بات کو نہیں سوچتے کہ خدا تعالیٰ ہر وقت ہماری نگرانی فرما رہا ہے، ہمیں دیکھ رہا ہے۔

اس دوسری قسم میں وہ لوگ بھی ہیں جو خدا تعالیٰ پر یقین رکھتے ہیں یا کم از کم اتنا مانتے ہیں کہ ایک خدا ہے جو زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا ہے۔ لیکن کوئی کام کرتے ہوئے، کوئی عمل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا اُن لوگوں کے پیشِ نظر نہیں ہوتی۔ کوئی نیک کام بھی کر رہے ہوں تو یہ مقصد نہیں ہوتا کہ خدا تعالیٰ کو راضی کرنا ہے۔

اور دوسرے وہ جو سرے سے خدا تعالیٰ پر یقین ہی نہیں رکھتے۔ اللہ تعالیٰ کے وجود پر یقین نہیں رکھتے۔ اللہ تعالیٰ کے وجود کے منکر ہیں۔ ان دونوں قسم کے لوگوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں نہیں ہوتا۔ میں اُن لوگوں کے ساتھ ہوتا ہوں جو پہلی قسم کے لوگ ہیں جو تقویٰ پر چلنے والے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی صفتِ ربوبیت تقویٰ پر نہ چلنے والوں کو بھی بعض چیزوں سے، بعض نعمتوں سے اتنا ہی نواز رہی ہوتی ہے جتنا ایک متقی کو لیکن یہ صرف دنیاوی چیزوں میں حصہ ہے۔ مثلاً سورج کی روشنی ہے، ہوا ہے۔ ان چیزوں سے ایک مومن متقی بھی اُتنا ہی فیض پا رہا ہوتا ہے جتنا ایک دہریہ۔ یا دنیاوی چیزیں ہیں مثلاً سائنس میں ترقی سے یا جو نئی دنیاوی تعلیم ہے، تجربات ہیں، نئی ایجادات ہیں، اُن کے لئے دماغ لڑانے کے بعد اُن سے حاصل شدہ نتائج سے ایک دہریہ بھی محنت کا اُتنا ہی پھل لے گا جتنا کہ ایک متقی اور پرہیزگار۔ زمین کی کاشت کرنے میں مثلاً ایک زمیندار کی جو محنت ہے، اس سے ایک دہریہ بھی فائدہ اُٹھاتا ہے اور متقی بھی۔

جو تقویٰ پر نہ چلنے والے ہیں یا دہریہ ہیں، خدا تعالیٰ کو نہ ماننے والے ہیں، ان پر بھی اگر اللہ تعالیٰ کی صفتِ ربوبیت اور رحمانیت کام نہ کر رہی ہو تو ایک لمحہ کے لئے بھی ان کا زندگی گزارنا مشکل ہے اور وہ ایک لمحہ بھی اس دنیاوی زندگی کا نہیں گزار سکتے۔ پس جس انسان کو اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں پیدا کیا اس کے لئے دو راستے رکھے، نیکی کا اور بدی کا۔ لیکن بعض معاملات میں دونوں طرح کے عمل کرنے والوں کو بعض نعمتوں سے مشترکہ طور پر نوازا ہے۔

(خطبہ جمعہ 3 فروری 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

## آج کی دعا

قَالَ رَبِّ اغۡفِرۡ لِیۡ وَ لِاَخِیۡ وَ اَدۡخِلۡنَا فِیۡ رَحۡمَتِکَ ۫ۖ وَ اَنۡتَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِیۡنَ ﴿۱۵۲﴾ (سورۃ الاعراف:152)

ترجمہ: اے میرے ربّ! مجھے بخش دے اور میرے بھائی کو بھی اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل کر اور تُو رحم کرنے والوں میں سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔

یہ حضرت موسیٰؑ کی اپنے بھائی حضرت ہارونؑ اور اپنے لئے رحم اور بخشش کی دعا ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو مبعوث فرمایا تو آپؑ نے خدا سے یوں درخواست اور دعا کی:

رَبِّ اشۡرَحۡ لِیۡ صَدۡرِیۡ ﴿ۙ۲۶﴾ وَ یَسِّرۡ لِیۡۤ اَمۡرِیۡ ﴿ۙ۲۷﴾ وَ احۡلُلۡ عُقۡدَۃً مِّنۡ لِّسَانِیۡ ﴿ۙ۲۸﴾ یَفۡقَہُوۡا قَوۡلِیۡ ﴿۪۲۹﴾ وَ اجۡعَلۡ لِّیۡ وَزِیۡرًا مِّنۡ اَہۡلِیۡ ﴿ۙ۳۰﴾ ہٰرُوۡنَ اَخِی ﴿ۙ۳۱﴾ اشۡدُدۡ بِہٖۤ اَزۡرِیۡ ﴿ۙ۳۲﴾ وَ اَشۡرِکۡہُ فِیۡۤ اَمۡرِیۡ ﴿ۙ۳۳﴾ (سورۃ طٰہٰ:26تا33)

ترجمہ: اے میرے ربّ! میرا سینہ میرے لئے کشادہ کر دے۔ اور میرا معاملہ مجھ پر آسان کر دے۔ اور میری زبان کی گرہ کھول دے۔ تا کہ وہ میری بات سمجھ سکیں۔ اور میرے لئے میرے اہل میں سے میرا نائب بنا دے۔ ہارون میرے بھائی کو۔ اس کے ذریعے میری پُشت مضبوط کر۔ اور اسے میرے کام میں شریک کر دے۔

اللہ تعالیٰ نے آپؑ کی دعا کو قبول فرمایا اور حضرت ہارونؑ کو آپ کا مددگار بنایا۔ جب 40 دن کا چلہ کاٹنے کے لیے آپؑ کوہِ طور پر گئے تو آپکے بعد قوم نے حضرت ہارونؑ کی بات نہ مانی اور سونے کا ایک جانور (بچھڑا) بنا کر اسکی پوجا شروع کر دی۔ حضرت موسیٰؑ جب واپس آئے تو آپؑ نے انکے شرک کے حالات دیکھ کر سخت غصہ کیا۔ اپنے بھائی ہارون سے سختی سے بات کی۔ جب انہوں نے بتایا کہ قوم نے میری بات ماننے سے انکار کر دیا تھا۔ تب آپؑ نے اپنے اور اپنے بھائی حضرت ہارونؑ کے لئے مندرجہ بالا دعا کی۔

مرسلہ: مریم رحمٰن

## اللہ تعالیٰ کو خاکساری پسند ہے

(کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

الٰہی بخش کے کیسے تھے یہ تیر
کہ آخر ہو گیا اُن کا وہ نخچیر

اسی پر اس کی لعنت کی پڑی مار
کوئی ہم کو تو سمجھاوے یہ اسرار

تکبّر سے نہیں ملتا وُہ دِلدار
ملے جو خاک سے اُس کو ملے یار

کوئی اس پاک سے جو دِل لگاوے
کرے پاک آپ کو تب اُس کو پاوے

پسند آتی ہے اُس کو خاکساری
تذلّل ہے رہ درگاہِ باری

عجب ناداں ہے وہ مغرور و گمراہ
کہ اپنے نفس کو چھوڑا ہے بے راہ

بدی پر غیر کی ہر دم نظر ہے
مگر اپنی بدی سے بے خبر ہے

# خلاصہ خطبہ جمعہ

## سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 30؍ جولائی 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

**آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زور سے اللہ اکبر! کہا اور فرمایا مجھے مملکتِ شام کی کنجیاں دی گئی ہیں اور شام کے سرخ محلات میری آنکھوں کے سامنے ہیں۔ پھر آپؐ نے دوسری مرتبہ ضرب لگائی اور فرمایا مجھے فارس کی کنجیاں دی گئی ہیں اور مدائن کے سفید محلات مجھے نظر آرہے ہیں۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری مرتبہ ضرب لگائی اور فرمایا اب مجھے یمن کی کنجیاں دی گئی ہیں اور صنعا کے دروازے مجھے دکھائے جارہے ہیں۔ (حضرت عمرؓ کے زمانے کی جنگوں کا ذکر)**

**پانچ مرحومین: مکرمہ پروفیسر نسیم سعید صاحبہ اہلیہ محمد سعید صاحب، مکرم داؤد سلیمان بٹ صاحب جرمنی، مکرمہ زاہدہ پروین صاحبہ اہلیہ غلام مصطفیٰ اعوان صاحب ڈھپئی ضلع سیالکوٹ، مکرم رانا عبدالوحید صاحب لندن ابن چودھری عبدالحئی صاحب تحصیل جڑانوالہ، فیصل آباد پاکستان، مکرم الحاج میر محمد علی صاحب کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب**

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت خلیفہ ٔ راشد فاروقِ اعظم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 30؍ جولائی 2021ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی وژن احمدیہ کے توسّط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔ جمعہ کی اذان دینے کی سعادت سرفراز باجوہ صاحب کے حصے میں آئی۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت عمرؓ کے زمانے کی جنگوں کا ذکر ہورہا تھا۔ مدائن کی فتح کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کی پیش گوئی کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ 'سیرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم' میں لکھتے ہیں کہ خندق کھودتے ہوئے ایک جگہ ایسا پتھر نکلا جو کسی طرح ٹوٹنے میں نہ آتا تھا۔ صحابہ تین دن کے مسلسل فاقے سے نڈھال تھے آخر تنگ آکر وہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھ رکھا تھا۔ آپؐ فوراً وہاں تشریف لائے اور ایک کدال لے کر اللہ کا نام لیا اور پتھر پر ضرب لگائی۔ لوہے کے لگنے سے پتھر سے شعلہ نکلا جس پر آپؐ نے زور سے اللہ اکبر! کہا اور فرمایا مجھے مملکتِ شام کی کنجیاں دی گئی ہیں اور شام کے سرخ محلات میری آنکھوں کے سامنے ہیں۔ پھر آپؐ نے دوسری مرتبہ ضرب لگائی اور فرمایا مجھے فارس کی کنجیاں دی گئی ہیں اور مدائن کے سفید محلات مجھے نظر آرہے ہیں۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری مرتبہ ضرب لگائی اور فرمایا اب مجھے یمن کی کنجیاں دی گئی ہیں اور صنعا کے دروازے مجھے دکھائے جارہے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ نظارے عالَمِ کشف سے تعلق رکھتے تھے گویا اس تنگی کے وقت میں اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو مسلمانوں کی آئندہ فتوحات اور فراخیوں کے مناظر دکھا کر صحابہ میں امید و شگفتگی کی روح پیدا فرمادی۔ مدائن کی فتح کا وعدہ حضرت عمرؓ کے دَورِ خلافت میں حضرت سعدؓ کے ہاتھوں پورا ہوا۔ قادسیہ کی فتح کے بعد موجودہ عراق کے قدیمی شہر بابل اور پھر کُوثیٰ سے ہوتے ہوئے اسلامی لشکر بہرسیر پہنچا۔ یہاں ایرانیوں نے کسریٰ کے شکاری شیر کو لشکر پر چھوڑ دیا جو گرجتا ہوا اسلامی افواج پر حملہ آور ہوگیا۔ حضرت سعدؓ کے بھائی ہاشم بن ابی وقاص نے شیر پر تلوار سے وار کیا اور شیر وہیں ڈھیر ہوگیا۔

کسریٰ کا پایہ ٔتخت، مدائن بغداد سے بطرفِ جنوب کچھ فاصلے پر دریائے دجلہ کے کنارے واقع تھا۔ مسلمان لشکر کے لیے دریا عبور کرنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی تھی کہ ایک رات حضرت سعدؓ کو خواب دکھایا گیا کہ مسلمانوں کے گھوڑے پانی میں داخل ہورہے ہیں۔ آپؓ نے یہ فرماتے ہوئے کہ مسلمانو! آؤ اس دریا کو تیر کر پار کریں اپنا گھوڑا دریا میں ڈال دیا۔ آپؓ کی پیروی میں بقیہ سپاہیوں نے بھی اپنے گھوڑے دریا میں ڈال دیے۔ مقابل فوج یہ منظر دیکھ کر خوف سے چیخنے لگی اور بھاگ کھڑی ہوئی۔ مسلمانوں نے آگے بڑھ کر شہر اور کسریٰ کے محلات پر قبضہ کرلیا۔ حضرت سعدؓ نے حکم دیا کہ شاہی خزانہ اور نوادرات جمع کیے جائیں۔ مسلمان سپاہیوں نے نہایت دیانت داری کے ساتھ سارا سامان اکٹھا کردیا۔ مالِ غنیمت حسبِ قاعدہ تقسیم ہوکر پانچواں حصّہ دربارِ خلافت میں بھجوادیا گیا۔

جنگِ جلولاء 16؍ ہجری میں لڑی گئی۔ مدائن میں شکست کھانے کے بعد ایرانیوں نے بغداد اور خراسان کے درمیان واقع جلولاء شہر میں جمع ہوکر جنگ کی تیاریاں شروع کردیں۔ حضرت عمرؓ کے حکم پر حضرت سعدؓ نے ہاشم بن عتبہ کو بارہ ہزار کا لشکر سپرد کرکے جلولاء روانہ کردیا۔ مسلمانوں نے مہینوں شہر کا محاصرہ کیے رکھا اس دوران لگ بھگ اسّی معرکے ہوئے۔ جلولاء کی فتح پر حضرت عمرؓ نے اہلِ عجم کے تعاقب سے منع کرتے ہوئے فرمایا کہ مَیں مالِ غنیمت پر مسلمانوں کی سلامتی کو ترجیح دیتا ہوں۔

جب مالِ غنیمت میں سے خُمس حضرت عمرؓ کی خدمت میں پیش ہوا تو آپؓ نے فرمایا یہ کسی چھت تلے سما نہیں سکتا لہٰذا مَیں بہت جلد اسے تقسیم کردوں گا۔ مالِ غنیمت میں موجود قیمتی جواہرات دیکھ کر حضرت عمرؓ رو پڑے اور فرمایا اللہ جس قوم کو یہ عطا فرماتا ہے تو اُن میں حسد اور بغض بڑھ جاتا ہے۔ حضورِ انور نے فرمایا یہ بڑے غور و فکر اور استغفار والی بات ہے ہم دیکھ رہے ہیں کہ مسلمانوں میں حسد اور بغض دولت کے آنے کے بعد بڑھتا ہی چلا گیا۔

حضرت سعدؓ ابھی مدائن میں ہی مقیم تھے کہ انہیں ایرانی لشکر کی میدانی علاقے میں پیش قدمی کی اطلاع ملی۔ حضرت عمرؓ کی ہدایت پر ضرار بن خطاب کی سرکردگی میں ایک لشکر مقابلے کے لیے روانہ ہوا۔ ماسبذان کے میدانی علاقے ہندف مقام پر لڑائی ہوئی اور ایرانیوں نے یہاں بھی شکست کھائی۔

14؍ ہجری میں حضرت عمرؓ نے فوجی نقطہ ٔ نظر سے بعض فوائد دیکھ کر عراق میں چھوٹے پیمانے پر ایک دوسرا محاذ کھول دیا اور چھاؤنی شہر بصرہ کی داغ بیل ڈالی۔ اس علاقے میں فوج بٹھانے کا بڑا مقصد یہی تھا کہ ایرانی فوج کی کمک نہ پہنچ پائے۔ مسلمانوں نے خوزستان کے معروف شہر اہواز پر قبضہ کیا تو وہاں کے رئیس بیرواز نے مصالحت کرلی۔ اس معرکے میں مسلمانوں نے بہت سے لوگوں کو گرفتار کرکے غلام بنایا تھا مگر حضرت عمرؓ کے حکم پر سب کو رہا کردیا گیا۔ اس علاقے میں ایرانی دو راستوں سے مسلمان لشکر پر بار بار حملہ آور ہوتے تھے، مسلمانوں نے ان دونوں راستوں پر قبضہ کرلیا۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ اکثر جگہ ہمیں یہی نظر آتا ہے کہ جہاں مسلمانوں کو تنگ کیا جاتا، حملے کیے جاتے وہیں مسلمانوں نے حملے کیے اور ان جگہوں پر قبضہ کیا۔

جلولاء میں مسلمانوں کی فتح کے بعد ایرانی ہرمزان کی قیادت میں رامَہرمز میں جمع ہوئے۔ حضرت عمرؓ کی ہدایت پر حضرت سعدؓ نے نعمان بن مقرن کو کوفہ اور ابوموسیٰ اشعری کو بصرہ سے لشکر کا سردار بناکر روانہ کیا نیز ہدایت فرمائی کہ جب دونوں لشکر اکٹھے ہوجائیں تو ابوسبرۃ بن رُہم ان کے کمانڈر ہوں۔ نعمان بن مقرن کی فوج سے ہرمزان کا مقابلہ ہوا اور وہ شکست کھاکر تستر کی طرف بھاگ گیا۔ طویل محاصرے کے بعد جب شہر فتح ہوا اور ہرمزان گرفتار کیا گیا تو اس نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ اس کا معاملہ حضرت عمرؓ پر چھوڑ دیا جائے۔ جب ہرمزان گرفتار ہوکر حضرت عمرؓ کے سامنے پیش ہوا تو وہ آپؓ کی سادگی سے بہت متاثر ہوا۔ ایک دل چسپ مکالمے کے بعد ہرمزان نے اسلام قبول کرلیا اور مدینے ہی میں رہائش اختیار کرلی۔ حضرت عمرؓ نے اس کا دو ہزار وظیفہ مقرر فرمایا۔ 'عقد الفرید' میں لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ ایران پر لشکر کشی میں ہرمزان سے مشورہ کرتے اور اس کی رائے کے مطابق عمل کیا کرتے۔ یہ شبہ بھی کیا جاتا ہے کہ حضرت عمرؓ کی شہادت میں ہرمزان کا ہاتھ تھا لیکن حضرت مصلح موعودؓ اس شبہ کو درست نہیں سمجھتے۔ چنانچہ آپؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کا قاتل فیروز قتل سے پیشتر ایک روز ہرمزان سے ملا۔ فیروز کے ہاتھ میں خنجر دیکھ کر ہرمزان نے اس کی وجہ پوچھی اور خنجر کو ہاتھ میں لے کر دیکھا۔ جس وقت وہ دونوں باتیں کررہے تھے اس وقت کسی نے انہیں دیکھ لیا۔ جب حضرت عمرؓ شہید ہوگئے تو اس نے بیان دے دیا کہ مَیں نے خود ہرمزان کو یہ خنجر فیروز کو پکڑاتے ہوئے دیکھا تھا۔ اس پر حضرت عمرؓ کے چھوٹے بیٹے عبیداللہ نے بلاتحقیق ازخود ہرمزان کو قتل کردیا۔ جب حضرت عثمانؓ خلیفہ ہوئے تو آپؓ نے ہرمزان کے بیٹے کو بلایا اور عبیداللہ کو اس کے حوالے کرتے ہوئے فرمایا کہ اے میرے بیٹے! یہ تیرے باپ کا قاتل ہے پس تُو جا اور اسے قتل کردے۔ گو بعد میں ہرمزان کے بیٹے نے لوگوں کی سفارش پر عبیداللہ کو قتل نہ کیا تاہم اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قاتل کو گرفتار کرنا اور سزا دینا حکومت کا کام ہے۔

حضرت عمرؓ کا ذکر آئندہ جاری رہنے کا ارشاد فرمانے کے بعد حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل مرحومین کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا:

1۔ مکرمہ پروفیسر نسیم سعید صاحبہ اہلیہ محمد سعید صاحب جو گذشتہ دنوں 88 برس کی عمر میں پاکستان میں وفات پاگئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ حضرت الحاج حافظ ڈاکٹر سیّد شفیع صاحب محقق دہلوی کی بیٹی تھیں۔ مرحومہ کو 61 سال تک مختلف شہروں میں جماعتی خدمات کا موقع ملا۔ آپ بیس کے قریب کتب کی مصنفہ، بڑی عبادت گزار، صاحبِ عِلم، دعاگو، مالی قربانی میں پیش پیش، صلح رحمی کرنے والی، نہایت منکسر المزاج اور خلافت کی وفادار خاتون تھیں۔ حضورِ انور نے فرمایا مجھے جب ان کے خط آتے تو ان میں اخلاص و وفا کا غیرمعمولی اظہار ہوتا تھا جو صرف باتوں کی حد تک نہ تھا بلکہ نظر آتا تھا کہ انہیں خلافت سے کیسا زبردست تعلق ہے۔ مرحومہ کے پسماندگان میں چار بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔

2۔ مکرم داؤد سلیمان بٹ صاحب جرمنی جو 46 برس کی عمر میں وفات پاگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم جرمنی میں حفاظتِ خاص کی ڈیوٹی بڑی بشاشت سے کیا کرتے تھے۔ ان کے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور دو بیٹے شامل ہیں۔

3۔ مکرمہ زاہدہ پروین صاحبہ اہلیہ غلام مصطفیٰ اعوان صاحب ڈھپئی ضلع سیالکوٹ جو 61 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ کے تین داماد واقفِ زندگی ہیں۔ دو بیٹیاں جو مبلغین سے بیاہی ہوئی ہیں وہ اپنے خاوندوں کے ساتھ بیرونِ ملک ہونے کی وجہ سے آخری وقت میں اپنی والدہ کے پاس موجود نہ تھیں۔

4۔ مکرم رانا عبدالوحید صاحب لندن ابن چودھری عبدالحئی صاحب تحصیل جڑانوالہ، فیصل آباد پاکستان۔ آپ 26؍ جون کو وفات پاگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم بڑے محنتی کارکن تھے جنہیں انصار اللہ میں بڑی تن دہی سے کام کرنے کا موقع ملا۔

5۔ مکرم الحاج میر محمد علی صاحب جو 84 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ 1997ء سے 2003ء تک نیشنل امیر جماعت بنگلہ دیش رہے اور 2013ء سے تادمِ وفات بطور امیر جماعت ڈھاکہ خدمت کی توفیق پارہے تھے۔

حضورِ انور نے تمام مرحومین کی مغفرت اور بلندی درجات کے لیے دعا کی۔

☆...☆...☆ (بشکریہ الفضل انٹرنیشنل)

# خطبہ جمعہ

**سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 09؍ جولائی 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے**

## حضرت عمرؓ نے عدالت میں مساوات اور انصاف کا لحاظ رکھنے کی تلقین فرمائی

## آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت خلیفۂ راشد فاروقِ اعظم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

## چوالیس اوّلیاتِ عمر کا بیان

چھ مرحومین: مکرم سرِپتوہادی سسوُویو صاحب آف انڈونیشیا، مکرم چودھری بشیر احمد بھٹی صاحب ابن اللہ داد صاحب بھوڑو ضلع ننکانہ صاحب، مکرم حمید اللہ خادم ملی صاحب ربوہ، مکرم محمد علی خان صاحب پشاور، مکرم صاحبزادہ مہدی لطیف صاحب آف میری لینڈ امریکہ، عزیزم فیضان احمد سمیر ابن شہزاد اکبر صاحب کارکن دفتر پرائیویٹ سیکرٹری ربوہ کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر ہو رہا تھا۔ محکمہ قضا کے اجرا کے بارے میں روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے باقاعدہ قضا کے صیغہ کا اجرا فرمایا۔ تمام اضلاع میں باقاعدہ عدالتیں قائم کیں اور قاضی مقرر کیے۔ حضرت عمرؓ نے قضا کے متعلق قانونی احکامات بھی صادر فرمائے۔

(ماخوذ از الفاروق از شبلی نعمانی صفحہ 195 تا 198 ادارہ اسلامیات کراچی 2004ء)

قاضیوں کے انتخابات میں ماہرین فقہ کو منتخب کیا جاتا لیکن حضرت عمرؓ اسی پر اکتفا نہیں کرتے تھے بلکہ ان کا امتحان بھی لیتے تھے۔ قاضیوں کی گراں قدر تنخواہیں مقرر فرماتے تا کہ کوئی غلط فیصلہ نہ کر دے۔ دولت مند اور معزز شخص کو قاضی مقرر فرماتے تا کہ فیصلہ کے وقت کسی کے رعب میں نہ آ سکے۔ حضرت عمرؓ نے عدالت میں مساوات اور انصاف کا لحاظ رکھنے کی تلقین فرمائی۔ ایک دفعہ حضرت اُبی بن کعبؓ کے ساتھ کسی قسم کا جھگڑا تھا۔ حضرت اُبیؓ نے زید بن ثابتؓ کی عدالت میں مقدمہ کر دیا۔ زیدؓ نے حضرت عمرؓ اور اُبی کو بلایا اور حضرت عمرؓ کی تعظیم کی تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: یہ تمہارا پہلا ظلم ہے۔ یہ کہہ کر اُبیؓ کے ساتھ جا کر بیٹھ گئے۔

(ماخوذ از الفاروق از شبلی نعمانی صفحہ 199، 200 ادارہ اسلامیات کراچی 2004ء)

یعنی کہ ہم دونوں اب فریق ہیں۔ فریقین کو فریق کی طرح دیکھو اور ساتھ ساتھ بٹھاؤ، نہ کہ مجھے عزت دو۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس واقعہ کا تذکرہ کرتے ہوئے یوں بیان فرماتے ہیں کہ ’’حضرت عمرؓ خلیفہ ثانی کا ایک دفعہ ایک جھگڑا اُبَی بن کعبؓ سے ہو گیا تھا۔ قاضی کے پاس معاملہ پیش ہوا۔ انہوں نے حضرت عمرؓ کو بلوایا اور آپؓ کے آنے پر (قاضی نے) اپنی جگہ ادب سے چھوڑ دی‘‘ کہ یہ خلیفۂ وقت ہیں۔ ’’حضرت عمرؓ فریقِ مخالف کے پاس جا بیٹھے اور قاضی سے فرمایا کہ یہ پہلی بے انصافی ہے جو آپ نے کی ہے۔ اس وقت مجھ میں اور میرے فریق مخالف میں کوئی فرق نہیں ہونا چاہئے تھا۔‘‘

(احمدیت یعنی حقیقی اسلام۔ انوار العلوم جلد 8 صفحہ 300)

حضرت عمرؓ نے افتاء کا محکمہ بھی جاری فرمایا۔ قانونِ شریعت سے واقفیت کے لیے محکمہ افتاء کا قیام فرمایا اور چند صحابہ کو نامزد فرمایا کہ ان کے علاوہ کسی سے فتویٰ نہیں لیا جائے گا۔ ان میں حضرت علیؓ یعنی فتویٰ دینے والوں میں حضرت علیؓ تھے۔ حضرت عثمانؓ، حضرت معاذ بن جبلؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت اُبی بن کعبؓ، حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت ابودرداءؓ تھے۔ ان لوگوں کے سِوا اگر کوئی اَور فتویٰ دیتا تو حضرت عمرؓ اسے منع کر دیتے تھے۔ حضرت عمرؓ ان مفتیان کی بھی وقتاً فوقتاً جانچ کرتے رہتے تھے۔

(ماخوذ از الفاروق از شبلی نعمانی صفحہ 202 ادارہ اسلامیات کراچی 2004ء)

حضرت مصلح موعودؓ اس بارے میں فرماتے ہیں ایک صیغہ فتویٰ کا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے بعد زمانۂ خلفاء میں قاعدہ تھا کہ شرعی امور میں فتویٰ دینے کی ہر شخص کو اجازت نہ تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو اتنی احتیاط کرتے تھے کہ ایک صحابی، غالباً عبداللہ بن مسعودؓ تھے، جو دینی علوم میں بڑے ماہر بھی تھے اور ایک جلیل القدر انسان تھے انہوں نے ایک دفعہ کوئی مسئلہ لوگوں کو بتایا اور اس کی اطلاع آپؓ کو پہنچی یعنی حضرت عمرؓ کو جب اس کی اطلاع پہنچی تو آپؓ نے فوراً ان سے جواب طلب کیا کہ کیا تم امیر ہو یا امیر نے تم کو مقرر کیا ہے کہ فتویٰ دیتے ہو؟ دراصل اگر ہر ایک شخص کو فتویٰ دینے کا حق ہو تو بہت سی مشکلات پیدا ہوسکتی ہیں اور عوام کے لیے بہت سے فتاویٰ ابتلا کا موجب بن سکتے ہیں کیونکہ بعض اوقات ایک ہی امر کے متعلق دو مختلف فتوے ہوتے ہیں اور دونوں صحیح ہوتے ہیں۔ یعنی کہ صورتِ حال کے مطابق فتویٰ دیا جاتا ہے۔ مسائل کو اگر گہرائی سے دیکھا جائے تو اس میں لچک ہوتی ہے اس صورت میں یہ فتویٰ ہو گا اور اس صورت میں یہ فتویٰ ہو گا مگر عوام کے لیے یہ سمجھنا مشکل ہو جاتا ہے کہ دونوں کس طرح درست ہیں۔ اس لیے وہ پھر ابتلا میں پڑ جاتے ہیں۔

(ماخوذ از خطاب جلسہ سالانہ 17 مارچ 1919ء انوار العلوم جلد 4 صفحہ 404)

پھر اسی طرح محکمہ پولیس کا اجرا کیا۔ حضرت عمرؓ نے ملک میں امن قائم رکھنے کی خاطر اَحْدَاث یعنی پولیس کا محکمہ قائم فرمایا۔ اس محکمہ کو احتساب، امن و امان، بازار کی نگرانی وغیرہ کے اختیارات دیے تھے یعنی کہ لوگوں کو دیکھنا کہ وہ صحیح طرح باتوں پر عمل درآمد کر رہے ہیں کہ نہیں۔ کسی کے حق مارے جا رہے ہیں تو ان کی ادائیگی کروانا۔ جو انتظامی معاملات تھے انہیں دیکھنا جب تک معاملہ قاضی کے پاس نہیں جاتا۔ امن و امان، بازار کی نگرانی وغیرہ، یہ سارے نگرانی کے اختیارات تھے۔ حضرت عمرؓ نے باقاعدہ جیلیں بھی بنوائیں۔ اس سے قبل جیلوں کا رواج نہیں تھا۔ سخت سزائیں بھی مجرموں کو دی جاتی تھیں۔

پھر اسی طرح بیت المال کا قیام ہے۔ حضرت عمرؓ سے قبل جو بھی مال آتا وہ فوری تقسیم ہو جاتا۔ حضرت ابوبکرؓ کے دور میں ایک مکان خرید کر بیت المال کے لیے وقف کیا گیا لیکن وہ بند ہی رہتا تھا کیونکہ جو بھی مال آتا اسی وقت تقسیم ہو جاتا۔ 15؍ ہجری میں بحرین سے پانچ لاکھ کی رقم آئی تو حضرت عمرؓ نے صحابہ سے مشورہ کیا کہ اس رقم کا کیا کیا جائے۔ ایک رائے یہ تھی کہ سلاطین شام میں خزانے کا محکمہ قائم ہے۔ چنانچہ اس رائے کو حضرت عمرؓ نے پسند فرمایا اور مدینہ میں بیت المال کی بنیاد ڈالی۔ حضرت عبداللہ بن ارقم کو خزانے کا افسر مقرر کیا گیا۔ بعد میں مدینہ کے علاوہ تمام صوبہ جات اور ان کے صدر مقامات میں بیت المال قائم کیے گئے۔ حضرت عمرؓ عمارتوں کی تعمیر میں کفایت شعاری سے کام لیتے تھے مگر بیت المال کے لیے نہایت مستحکم اور شاندار عمارتیں بنوایا کرتے تھے۔ بعد میں ان پر پہرے دار بھی مقرر کیے گئے تھے۔

(ماخوذ از الفاروق از شبلی نعمانی صفحہ 203 تا 205 ادارہ اسلامیات کراچی 2004ء)

اس کے لیے سیکیورٹی کا پورا انتظام تھا۔ بیت المال کے مال کے متعلق حضرت عمرؓ خود حفاظت فرماتے تھے۔ ایک واقعہ تاریخ میں آتا ہے کہ حضرت عثمان بن عفانؓ کے ایک آزاد کردہ غلام بیان کرتے ہیں کہ ایک روز شدید گرمی تھی۔ میں حضرت عثمانؓ کے ہمراہ ’عالیہ‘ مقام میں ان کے مال مویشیوں کے پاس تھا۔ مدینہ سے نجد کی جانب چار سے آٹھ میل کے درمیان کی وادی ہے اسے ’عالیہ‘ کہتے ہیں۔ آپؓ نے ایک آدمی کو دیکھا جو دو نوجوان اونٹ ہانک کر لے جا رہا تھا یعنی حضرت عثمانؓ نے دیکھا کہ ایک آدمی آ رہا ہے اور جوان اونٹ اس کے آگے آگے چل رہے ہیں اور زمین شدید گرم تھی۔ اس پر حضرت عثمانؓ نے فرمایا اس شخص کو کیا ہوا ہے! اگر یہ مدینہ میں رہتا اور موسم ٹھنڈا ہونے کے بعد نکلتا تو اس کے لیے بہتر ہوتا۔ جب وہ شخص قریب آیا تو حضرت عثمانؓ کے ملازم کہتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے مجھ سے فرمایا کہ دیکھو یہ کون ہے؟ میں نے کہا چادر میں لپٹا ہوا ایک شخص ہے جو دو نوجوان اونٹ ہانک رہا ہے۔ پھر وہ شخص اَور قریب ہوا تو حضرت عثمانؓ نے پھر فرمایا کہ دیکھو کون ہے؟ میں نے دیکھا تو وہ حضرت عمر بن خطابؓ تھے۔ میں نے عرض کی کہ یہ تو امیر المومنین ہیں۔ حضرت عثمانؓ کھڑے ہوئے اور دروازے میں سے سر باہر نکالا لیکن گرم ہوا کی لپٹ پڑی تو آپؓ نے سر اندر کر لیا اور پھر فوراً ہی دوبارہ حضرت عمرؓ کی طرف منہ کر کے عرض کیا۔ آپؓ کو کس مجبوری نے اس وقت گھر سے نکالا ہے؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا صدقے کے اونٹوں میں سے یہ دو اونٹ پیچھے رہ گئے تھے ان کے علاوہ باقی سارے اونٹ ہانک کر لے جائے جا چکے تھے تو میں نے چاہا کہ ان کو چراگاہ میں لے جاؤں۔ مجھے ڈر تھا کہ یہ دونوں کھو جائیں گے۔ پھر اللہ مجھ سے ان کے بارے پوچھے گا۔ حضرت عثمانؓ نے کہا اے امیر المومنین! آپؓ سائے میں آئیں اور پانی پئیں۔ ہم آپؓ کے لیے کافی ہیں۔ ہم خدمت کر لیتے ہیں۔ ہم بھیجنے کا انتظام کر دیتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: اپنے سائے میں لَوٹ جاؤ، تم جاؤ سائے میں بیٹھو۔ حضرت عثمانؓ کے آزاد کردہ غلام کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: ہمارے پاس وہ ہے جو آپؓ کے لیے کافی ہے۔ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا: اپنے سائے کی طرف لوٹ جاؤ۔ پھر حضرت عمرؓ چلے گئے۔ حضرت عثمانؓ نے کہا جو چاہتا ہے کہ وہ اَلْقَوِیُّ الْاَمِیْنُ یعنی قوی اور امانت دار کو دیکھے تو اس شخص کو دیکھ لے۔

ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ عمر بن نافع نے ابو بکر عیسیٰ سے روایت کر کے بیان کیا۔ وہ کہتے تھے میں حضرت عمر بن خطابؓ، حضرت عثمان بن عفانؓ اور حضرت علی بن ابی طالبؓ کے ساتھ صدقے کے وقت آیا۔ حضرت عثمانؓ سائے میں بیٹھ گئے اور حضرت علیؓ ان کے پاس کھڑے ہو کر وہ باتیں ان سے کہتے جاتے جو حضرت عمرؓ کہتے تھے اور حضرت عمرؓ باوجود سخت گرمی کے دن ہونے کے دھوپ میں کھڑے تھے اور آپؓ کے پاس دو سیاہ چادریں تھیں۔ ایک کی تہبند باندھ لی تھی اور ایک سر پر ڈال لی تھی اور صدقے کے اونٹوں کا معائنہ کر رہے تھے اور اونٹ کے رنگ اور ان کی عمریں لکھتے تھے۔ حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ سے کہا کہ کتاب اللہ میں تم نے حضرت شعیب کی بیٹی کا یہ قول سنا ہے؟ اِنَّ خَیْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِیُّ الْاَمِیْنُ۔ (القصص:27) یقیناً جنہیں بھی تُو نوکر رکھے ان میں بہترین وہی ثابت ہو گا جو مضبوط اور امانت دار ہو۔ پھر حضرت علیؓ نے حضرت عمرؓ کی طرف اشارہ کر کے کہا یہ وہی اَلْقَوِیُّ الْاَمِیْنُ ہے۔

(اسد الغابة فی معرفة الصحابة جلد ۳ صفحہ ۶۶۷ عمر بن الخطاب مطبوعہ دار الفکر بیروت لبنان ۲۰۰۳ء)

(عمدة القاری شرح صحیح البخاری جلد ۱۶ صفحہ ۲۷۹ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

حضرت مصلح موعودؓ اس بارے میں واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک واقعہ ہے۔ حضرت عثمانؓ بیان کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں میں ایک دفعہ باہر قُبَّہ میں بیٹھا ہوا تھا اور اتنی شدید گرمی پڑ رہی تھی کہ دروازہ کھولنے کی بھی ہمت نہیں پڑتی تھی کہ اتنے میں میرے غلام نے مجھے کہا دیکھئے اس شدید دھوپ میں باہر ایک شخص پھر رہا ہے۔ مَیں نے پردہ ہٹا کر دیکھا تو مجھے ایک شخص نظر آیا جس کا منہ شدتِ گرمی کی وجہ سے جھلسا ہوا تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ کوئی مسافر ہو گا مگر تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ وہ شخص میرے قُبَّہ کے قریب پہنچا اور میں نے دیکھا کہ وہ حضرت عمرؓ ہیں۔ ان کو دیکھتے ہی میں گھبرا کر باہر نکل آیا اور میں نے کہا: اس وقت گرمی میں آپ کہاں؟ حضرت عمرؓ فرمانے لگے: بیت المال کا ایک اونٹ گم ہو گیا تھا جس کی تلاش میں میں باہر پھر رہا ہوں۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد 8 صفحہ 314-315)

اونٹ کے گمنے کا یہ بھی ایک واقعہ آتا ہے۔ پہلے بھی ایک دفعہ بیان ہو چکا ہے۔

حضرت عمرؓ ایک دفعہ بیت المال کا مال تقسیم کر رہے تھے کہ ان کی ایک بیٹی آ گئی اور اس نے اس مال میں سے ایک درہم اٹھا لیا۔ حضرت عمرؓ اسے لینے کے لیے اٹھے۔ آپؓ کے ایک کندھے سے چادر ڈھلک گئی اور وہ بچی اپنے گھر والوں کے پاس روتی ہوئی بھاگ گئی اور وہ درہم اس نے اپنے منہ میں ڈال لیا۔ حضرت عمرؓ نے انگلی ڈال کر اس کے منہ سے وہ درہم نکالا اور اس کو مال میں لا کر رکھ دیا اور کہا اے لوگو! عمر اور اس کی آل کے لیے خواہ وہ قریبی ہو یا دور کا ان کا اتنا ہی حق ہے جتنا عام مسلمانوں کا ہے۔ اس سے زیادہ کا نہیں۔ ایک اَور روایت ہے۔ حضرت ابوموسیٰ نے ایک دفعہ بیت المال میں جھاڑو دیا تو ان کو ایک درہم ملا۔ حضرت عمرؓ کا ایک چھوٹا بچہ گزر رہا تھا تو انہوں نے وہ اس کو دے دیا۔ حضرت عمرؓ نے وہ درہم اس بچے کے ہاتھ میں دیکھ لیا تو آپ نے اس کے بارے میں پوچھا: اس نے کہا کہ یہ مجھے ابوموسیٰ نے دیا ہے تو یہ معلوم کر لینے کے بعد کہ درہم بیت المال کا ہے، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اے ابوموسیٰ! کیا اہل مدینہ میں سے آلِ عمر کے گھر سے زیادہ حقیر تر تیرے نزدیک کوئی گھر نہیں تھا۔ تُو نے یہ چاہا کہ امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بھی باقی نہ رہے مگر وہ ہم سے اس ظلم کا مطالبہ کرے۔ پھر آپؓ نے وہ درہم بیت المال میں لوٹا دیا۔

(ماخوذ از ازالة الخفاء عن خلافة الخلفاء مترجم اشتیاق احمد صاحب جلد 3 صفحہ 286 قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی)

رفاہِ عامہ کے کام کے بارے میں آتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے عوام الناس کی بھلائی اور بہتری کے لیے بہت سے کام سرانجام فرمائے جو درج ذیل ہیں۔

زراعت میں بہتری اور عوام کے لیے پانی کی فراہمی کے لیے نہریں کھدوائیں: 1۔ نہر ابوموسیٰ: دریائے دجلہ سے نو میل لمبی نہر بنا کر بصرہ تک لائی گئی۔ 2۔ نہر مَعْقَل: یہ نہر بھی دریائے دجلہ سے نکالی گئی تھی۔ 3۔ نہر امیر المومنین: حضرت عمرؓ کے حکم سے دریائے نیل کو بحیرۂ قلزم سے ملایا گیا۔ اٹھارہ ہجری میں جب قحط پھیلا تو حضرت عمرؓ نے حضرت عمرو بن عاصؓ کو امداد کے لیے خط لکھا۔ فاصلہ چونکہ زیادہ تھا اس لیے امداد میں تاخیر ہو گئی۔ حضرت عمرؓ نے عمرو کو بلا کر کہا کہ دریائے نیل کو سمندر سے ملا دیا جائے تو عرب میں کبھی قحط نہ ہو۔ عَمرو نے جو وہاں کے گورنر تھے واپس جا کر فسطاط سے بحیرۂ قلزم تک نہر تیار کروائی جس کے ذریعہ بحری جہاز مدینہ کی بندرگاہ جدہ تک پہنچ جاتے۔ یہ نہر انتیس میل لمبی تھی اور چھ ماہ کے عرصہ میں تیار کر لی گئی۔ حضرت عمرو بن عاصؓ نے بحیرۂ روم اور بحیرۂ قلزم کو آپس میں ملانے کا ارادہ کیا اور چاہا کہ فَرَمَا کے پاس سے جہاں بحر قلزم اور بحر روم میں ستر میل کا فاصلہ تھا نہر نکال کر ان کو ملا دیا جائے۔ فَرَمَا مصر کے نواح میں ایک ساحلی شہر تھا۔ لیکن حضرت عمرؓ یونانیوں کے ہاتھوں حاجیوں کے لُوٹے جانے کے ڈر سے اس پر رضامند نہ ہوئے۔ اگر عمرو بن عاصؓ کو اجازت مل جاتی تو نہر سویز کی ایجاد عربوں کے حصہ میں آتی جو بعد میں بنائی گئی تھی۔

مختلف تعمیرات۔ حضرت عمرؓ نے عوام الناس کی سہولت کے لیے مختلف عمارتیں تعمیر کروائیں۔ ان میں مساجد، عدالتیں، فوجی چھاؤنیاں، بیرکس، ملکی تعمیراتی کاموں کے لیے مختلف دفاتر، سڑکیں، پل، مہمان خانے، چوکیاں، سرائیں وغیرہ۔ مدینہ سے مکہ تک ہر منزل پر چشمے اور سرائیں بنوائیں، چوکیاں بھی تعمیر کروائیں۔

(ماخوذ از الفاروق از شبلی نعمانی صفحہ 206 تا 210 ادارہ اسلامیات کراچی 2004ء)

یعنی سیکیورٹی کا بھی انتظام رہے اور لوگوں کی رہائش کے لیے، آرام کرنے کے لیے ہوٹل وغیرہ بھی، سرائے بھی میسر آ جائیں۔

شہروں کی آباد کاری کے بارے میں آتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے اپنے دورِ خلافت میں متعدد نئے شہر آباد فرمائے۔ آپؓ نے ان کو آباد کرتے وقت دفاعی، معاشی اور اقتصادی فوائد کو مدنظر رکھا۔ ان شہروں کے محل وقوع کا انتظام حضرت عمرؓ کی جنگی بصیرت، سیاست اور آباد کاری کے اصولوں پر، دقیق نظر پر دلالت کرتا ہے۔ یہ شہر حالتِ جنگ اور حالتِ امن دونوں میں فائدہ مند تھے۔ حضرت عمرؓ کی کوشش ہوتی کہ عرب کی جو سرحد عجم سے ملی ہوئی ہے وہاں شہر آباد ہوں تاکہ اچانک حملے سے بچا جا

سکے۔ ان شہروں کا محل وقوع اس طرح ہوتا جو عربوں کو موافق ہوتا۔ ان شہروں کے ایک طرف عرب کی سرزمین ہوتی جو چراگاہ کا کام دیتی اور دوسری طرف عجمی سرزمین کے سرسبز علاقے ہوتے جہاں سے پھل غلّہ اور دوسری اشیاء میسر ہوتیں یعنی زراعت دوسری طرف کی جاتی تھی۔ شہروں کی آبادکاری میں یہ بھی مدنظر رکھا گیا کہ ان کے درمیان کوئی دریا یا سمندر حائل نہ ہو۔ حضرت عمرؓ نے بصرہ، کوفہ، فُسطاط وغیرہ شہر آباد فرمائے۔

حضرت عمرؓ نے مستحکم اور صحیح بنیادوں پر ان شہروں کی آبادکاری کی۔ ان کی سڑکوں اور راستوں کو وسیع رکھا۔ بڑی کھلی سڑکیں تھیں اور نہایت بہترین انداز میں منظم کیا اور یہ طرز فکر ثابت کرتی ہے کہ آپ اس علم میں ماہر اور منفرد تھے۔

(ماخوذ از سیرت امیر المومنین عمر بن خطاب از الصلابی صفحہ 214 تا 217 و 221 دار المعرفہ بیروت 2007ء)

اسی طرح محکمہ فوج ہے۔ اس کا قیام آپؓ نے کیا۔ حضرت عمرؓ نے باقاعدہ فوج کی ترتیب کی اور تنظیم سازی کی۔ مراتب کے لحاظ سے فوج کے رجسٹر بنوائے اور ان کی تنخواہیں مقرر فرمائیں۔ حضرت عمرؓ نے فوج کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک جو باقاعدہ جنگ میں شامل ہوتے اور دوسرے والنٹیئر جو ضرورت کے وقت بلائے جاتے تھے۔ حضرت عمرؓ کو فوج کی تربیت کا بہت خیال تھا۔ انہوں نے نہایت تاکیدی احکام جاری کیے تھے کہ ممالک مفتوحہ میں کوئی شخص زراعت یا تجارت کا شغل اختیار نہ کرنے پائے۔ جو علاقے فتح ہوں گے وہاں جاکے کوئی شخص تجارت یا زراعت نہیں کرے گا کیونکہ یہ فوجی تھے تو یہ فوجیوں کے بارے میں تھا کیونکہ اس سے ان کے سپاہیانہ جوہر کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ تھا۔ آج کل ہم مسلمان ملکوں میں بھی دیکھتے ہیں کہ فوجی تجارتوں میں مصروف ہیں بلکہ ایک ملک کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ پہلے تو فوجی اپنی پیشہ وارانہ مہارت کی طرف دیکھتے تھے لیکن اب کمیشن ملتے ہی جو افسر ہوتا ہے وہ یہ دیکھتا ہے کہ کہاں کوئی نئی کالونی بن رہی ہے۔ کون سی ڈیفنس کالونی بن رہی ہے جہاں مجھے پلاٹ ملے اور میں پلاٹ الاٹ کراؤں۔ اور اسی وجہ سے بہرحال پھر ان کی سپاہیانہ صلاحیتیں کم ہوتی چلی جارہی ہیں۔

پھر آتا ہے کہ سرد اور گرم ممالک پر حملہ کرتے وقت موسم کا بھی خیال رکھا جاتا تھا تاکہ فوج کی صحت اور تندرستی کو نقصان نہ پہنچے۔ فوج کے متعلق حضرت عمرؓ نے سختی سے یہ ہدایات دی تھیں کہ ساری فوج تیراکی، گھوڑسواری، تیر چلانا اور ننگے پاؤں چلنا سیکھے۔ ہر چار مہینے کے بعد سپاہیوں کو وطن جاکر اپنے اہل و عیال سے ملنے کے لیے رخصت دی جاتی تھی۔ جفاکشی کے خیال سے یہ حکم تھا کہ اہل فوج رکاب کے سہارے سے سوار نہ ہوں۔ گھوڑے پر سوار ہونے کے لیے رکاب میں پاؤں ڈال کے نہیں سوار ہونا بلکہ چھلانگ مار کے سوار ہونا ہے۔ نرم کپڑے نہ پہنیں۔ دھوپ سے بچیں اور حماموں میں نہ نہائیں۔ وہاں زیادہ آرام طلبی کی عادت پڑ جاتی ہے۔ حضرت عمرؓ بہار کے موسم میں فوج کو سرسبز و شاداب علاقوں میں بھیج دیتے تھے۔ فوجی بیرکس اور چھاؤنیوں کے بناتے وقت آب و ہوا کو مدنظر رکھا جاتا۔ یہ بھی ضروری تھا کہ سرسبز علاقوں میں فوجوں کو بھیجا جائے تاکہ وہاں تازہ فضا سے ان کی صحت بھی اچھی رہے۔ آب و ہوا کو مدنظر رکھا جاتا تھا۔ تمام اضلاع میں فوجی چھاؤنیاں بنوائیں۔ فوجی صدر مقامات میں مدینہ، کوفہ، بصرہ، موصل، فُسطاط، دمشق، حِمص، اُردن، فلسطین شامل کیے جہاں ہمیشہ فوج تعینات رہتی تھی۔ ہر چار ماہ کے بعد فوجیوں کو چھٹی دی جاتی تھی۔ فوجی مرکز میں بیک وقت چار ہزار گھوڑے ہوتے تھے جن کی دیکھ بھال کی جاتی۔ گھوڑوں کی رانوں پر جَیْشٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ داغ کر لکھا جاتا تھا یعنی اللہ کی راہ میں لشکر۔ حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں اسلامی فوج نے آلاتِ جنگ میں ترقی کی۔ نئے ساز و سامان مرتب کیے جن میں قلعہ شکن ہتھیار مَنْجَنِیْق اور دَبَّابَہ وغیرہ شامل تھے۔ دَبَّابَہ سے مراد وہ ہتھیار ہے جس کے ذریعہ سے دشمن کے قلعوں کو توڑا اور منہدم کیا جاتا ہے۔ اس کے اندر آدمی بیٹھتے اور قلعہ کی دیواروں میں سوراخ کر کے اس کی دیواریں گرائی جاتیں۔

(ماخوذ از الفاروق از شبلی نعمانی صفحہ 216 تا 218 ادارہ اسلامیات کراچی 2004ء)

(سیر الصحابہ جلد 1 صفحہ 126، 127 از معین الدین ندوی دار الاشاعت کراچی پاکستان 2004ء) (لسان العرب زیر مادہ ’دب‘)

اسلامی حکومت کے ماتحت غیر اقوام کے لوگ بڑے بڑے اعلیٰ عہدوں پر فائز رہے۔ یہ نہیں کہ صرف مسلمانوں کو اعلیٰ عہدے دیے جاتے تھے بلکہ غیر مسلموں کو بھی اور غیر قوموں کے لوگوں کو بھی اعلیٰ عہدے دیے جاتے تھے۔

حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء کے زمانے میں بھی حالانکہ ابھی ملک میں پُرامن طور پر ساری قومیں نہیں بسی تھیں ان حقوق کو تسلیم کیا جاتا تھا۔ چنانچہ علامہ شبلی اس کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے صیغۂ جنگ کو جو وسعت دی تھی اس کے لیے کسی قوم اور کسی ملک کی تخصیص نہ تھی یہاں تک کہ مذہب و ملت کی بھی کچھ قید نہ تھی۔ والنٹیئر فوج میں تو ہزاروں مجوسی شامل تھے یعنی ایسے لوگ جو خدا کو نہیں مانتے، آتش پرست تھے، سورج پرست تھے وہ بھی شامل تھے جن کو مسلمانوں کے برابر مشاہرے ملتے تھے۔ فوجی نظام میں بھی مجوسیوں کا پتہ ملتا ہے۔

اسی طرح لکھتے ہیں کہ یونانی اور رومی بہادر بھی فوج میں شامل تھے۔ چنانچہ فتح مصر میں ان میں سے پانچ سو آدمی شریکِ جنگ تھے اور آج پاکستان میں یہ کہتے ہیں کہ جی احمدیوں کو فوج سے نکالو۔ یہ بڑی نازک، sensitive پوسٹیں ہیں۔ حالانکہ اگر تاریخ پڑھیں تو پاکستان کی خاطر سب سے زیادہ قربانیاں احمدی افسروں نے دی ہیں۔ بہرحال یہ تو ان کے اپنے فعل ہیں۔ حضرت عمرؓ کے بارے میں آتا ہے کہ جب عمرو بن عاصؓ نے فُسطاط آباد کیا تو یہ جداگانہ محلے میں آباد کیے گئے۔ یہودیوں سے بھی یہ سلسلہ خالی نہ تھا۔ چنانچہ مصر کی فتح میں ان میں سے ایک ہزار آدمی اسلامی فوج میں شریک تھے۔ اسی طرح تاریخ سے ثابت ہے کہ غیر اقوام کے افراد کو جنگی افسر بھی مقرر کیا جاتا تھا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں ایرانیوں کو بھی فوجی افسر مقرر کیا گیا۔ ان میں سے بعض کے نام بھی تاریخ میں موجود ہیں۔ علامہ شبلی نے چھ افسروں کے نام یہ لکھے ہیں۔ سیاہ، خسرو، شہریار، شیرویہ، شَہْرَوَیہ، اَفْرُودِین۔ ان افسروں کو تنخواہیں بھی سرکاری خزانے سے ملتی تھیں اور باقاعدہ پے رول (payroll) میں ان کا نام تھا۔ چاروں خلفاء کے بعد حضرت معاویہؓ کے متعلق تاریخ سے ثابت ہے کہ ان کے زمانے میں ایک عیسائی ابن آثال نامی وزیر خزانہ تھا۔ یہ وضاحت میں لکھتے ہیں کہ تفسیر کبیر میں جو میں نے پڑھا ہے تو حضرت مصلح موعودؓ نے علامہ شبلی کے حوالے سے افرودین لکھا ہے اور ایسے ہی الفاروق میں بھی درج ہے لیکن عربی کتب میں اس کا نام اَفْرَوْذِین لکھا ہے۔ یعنی بجائے دال کے ذال کے ساتھ۔ (ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 534) (تاریخ الطبری جلد ۲ صفحہ ۵۰۴ سنہ ۱۷ھ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۸۷ء) بہرحال یہ نام کا ذال اور دال کا ذرا سا فرق ہے کیونکہ لوگ اس پہ بحث شروع کر دیتے ہیں اس لیے وضاحت کر دی ہے۔

اسی طرح مارکیٹ کنٹرول، پرائس کنٹرول کے لحاظ سے جو ناجائز حد تک قیمت گرانا ہے اس سے بھی اسلام نے منع فرمایا ہے اور حضرت عمرؓ نے اس کی پابندی کروائی۔ مال کی قیمت گرانے کی ممانعت کے بارے میں حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ’’اسلام نے قیمت کو ناجائز حد تک گرانے سے بھی منع کیا ہے...... قیمت کا گرانا بھی ناجائز مال کمانے کا ذریعہ ہوتا ہے کیونکہ طاقتور تاجر اس ذریعہ سے کمزور تاجروں کو تھوڑی قیمت پر مال فروخت کرنے پر مجبور کر دیتا ہے اور ان کا دیوالہ نکلوانے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ کا ایک واقعہ ہے کہ آپؓ بازار کا دورہ کر رہے تھے کہ باہر سے آئے ہوئے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ خشک انگور نہایت ارزاں قیمت پر فروخت کر رہا تھا جس قیمت پر مدینہ کے تاجر فروخت نہیں کر سکتے تھے۔ آپؓ نے اسے حکم دیا کہ یا تو اپنا مال منڈی سے اٹھا کر لے جائے یا پھر اسی قیمت پر فروخت کرو جس مناسب قیمت پر مدینہ کے تاجر فروخت کر رہے تھے۔‘‘ ’’مدینہ کے جو تاجر تھے وہ مال کی زیادہ قیمت نہیں لے رہے تھے بلکہ مناسب قیمت تھی۔ آپؓ نے کہا اسی قیمت پر فروخت کرو۔‘‘ جب آپؓ سے اس حکم کی وجہ پوچھی گئی تو آپؓ نے جواب دیا کہ اگر اس طرح فروخت کرنے کی اسے اجازت دی گئی تو مدینہ کے تاجروں کو جو مناسب قیمت پر مال فروخت کر رہے ہیں نقصان پہنچے گا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض صحابہؓ نے حضرت عمرؓ کے اس فعل کے خلاف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول پیش کیا کہ منڈی کے بھاؤ میں دخل نہیں دینا چاہئے۔ مگر ان کا یہ اعتراض درست نہ تھا کیونکہ منڈی کے بھاؤ میں دخل دینے کے یہ معنی ہیں کہ پیداوار اور مانگ (Supply and demand) کے اصول میں دخل دیا جائے۔‘‘ یعنی سپلائی اور ڈیمانڈ کے جو اصول ہیں ان میں دخل دینا ہے ’’اور ایسا

کرنا یقیناً نقصان دہ ہے اور اس سے حکومت کو بچنا چاہیے۔" مارکیٹ خود اپنے آپ کو سپلائی ڈیمانڈ سے ایڈجسٹ کرتی ہے "ورنہ عوام کو کوئی فائدہ نہ پہنچے گا اور تاجر تباہ ہو جائیں گے۔" (اسلام کا اقتصادی نظام۔ انوار العلوم جلد 18 صفحہ 53) اس کی اجازت نہ دی جائے لیکن قیمت کنٹرول جو ہے وہ جائز ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ اس کی تفصیل ایک اَور جگہ یوں بیان فرماتے ہیں کہ "شہری حقوق میں یہ بھی داخل ہے کہ لین دین کے معاملات میں خرابی نہ ہو۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اسلام نے اس حق کو بھی نظر انداز نہیں کیا۔ چنانچہ اسلام نے بھاؤ کو بڑھانے اور مہنگا سودا کرنے سے روکا ہے۔ اسی طرح دوسروں کو نقصان پہنچانے اور ان کو تجارت میں فیل کرنے کے لیے بھاؤ کو گرادینے سے بھی منع فرمایا" ہے۔ مقابلے میں کم قیمت کرنا بھی منع ہے۔ "ایک دفعہ مدینہ میں ایک شخص ایسے ریٹ پر انگور بیچ رہا تھا جس ریٹ پر دوسرے دکاندار نہیں بیچ سکتے تھے۔ حضرت عمرؓ پاس سے گزرے تو انہوں نے اس شخص کو ڈانٹا کیونکہ اس طرح باقی دکانداروں کو نقصان پہنچتا تھا۔ غرض اسلام نے سودا مہنگا کرنے سے بھی روک دیا اور بھاؤ کو گرادینے سے بھی روک دیا تا کہ نہ دکانداروں کو نقصان ہو اور نہ پبلک کو نقصان ہو۔"
(تفسیر کبیر جلد 10 صفحہ 307)

تعلیم کے نظام کے بارے میں آتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے تعلیم کو نہایت ترقی دی۔ تمام ممالک میں مدرسے قائم کیے جن میں قرآن مجید، حدیث، فقہ کی تعلیم دی جاتی۔ کبار علماء صحابہ کو تعلیم و تربیت پر مامور کیا گیا اور پڑھانے والوں کی تنخواہیں بھی مقرر کی گئیں۔
(ماخوذ از الفاروق از شبلی نعمانی صفحہ 233 ادارہ اسلامیات کراچی 2004ء)

اسی طرح ہجری کیلنڈر کا آغاز کس طرح ہوا؟ اس بارے میں روایات میں آتا ہے۔ ایک تو صحیح بخاری کی روایت ہے۔ حضرت سہل بن سعدؓ نے بیان کیا کہ صحابہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے تاریخ کا شمار نہیں کیا اور نہ آپؐ کی وفات سے بلکہ آپؐ کے مدینہ میں آنے سے ہی انہوں نے تاریخ کا شمار کیا۔ (صحیح بخاری کتاب مناقب الانصار باب التاریخ: من این ارّخوا التاریخ حدیث نمبر 3934) یعنی ہجرت کے وقت سے۔

بخاری کے شارح علامہ ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں امام سُہیلی کے نزدیک صحابہ نے ہجرت سے تاریخ کا آغاز کرنے کا خیال اللہ تعالیٰ کے قول لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ سے لیا ہے۔ پس مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ سے مراد وہ دن ہو گا جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ مدینہ میں داخل ہوئے۔ واللہ اعلم۔

ہجری کیلنڈر کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی؟ اس بارے میں مختلف روایات ملتی ہیں۔ حضرت ابوموسیٰ نے حضرت عمرؓ کی طرف لکھا کہ آپؓ کی طرف سے ہمیں خطوط آتے ہیں ان پر تاریخ وغیرہ درج نہیں ہوتی۔ اس پر حضرت عمرؓ نے لوگوں کو مشورہ کے لیے اکٹھا کیا۔ علامہ ابن حجر کہتے ہیں کہ بخاری نے کتاب الادب میں اور حاکم نے میمون بن مہران کے واسطے سے روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ کی خدمت میں ایک چیک پیش کیا گیا جس کی میعاد شعبان تھی۔ آپؓ نے فرمایا کون سا شعبان؟ کیا وہ جو گزر گیا یا وہ جس میں سے ہم گزر رہے ہیں یا وہ شعبان جو آئے گا۔ آپؓ نے فرمایا لوگوں کے لیے کوئی تاریخ متعین کرو جو سب کو معلوم رہے۔

ابن سیرین کہتے ہیں کہ ایک شخص یمن سے آیا اور اس نے کہا میں نے یمن میں ایک چیز دیکھی جسے وہ تاریخ کہتے ہیں۔ وہ اسے یوں لکھتے ہیں کہ فلاں سال اور فلاں مہینہ۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ عمدہ طریق ہے۔ تم بھی تاریخ لکھو۔

ہجری تقویم کا آغاز، اس کیلنڈر کا آغاز کس نے کیا؟ اس بارے میں متفرق آراء ہیں۔ پہلے قول کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تاریخ مرتب کرنے کا ارشاد فرمایا اور ربیع الاول میں تاریخ لکھی گئی۔ چنانچہ حاکم نے اپنی کتاب اَلْاِکْلِیْل میں ابن شہاب زُہری سے روایت کی ہے کہ اَنَّ النَّبِیَّ لَمَّا قَدِمَ الْمَدِیْنَۃَ اَمَرَ بِالتَّارِیْخِ فَکُتِبَ فِیْ رَبِیْعِ الْاَوَّلِ۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو آپؐ نے تاریخ لکھنے کا ارشاد فرمایا۔ پس وہ ربیع الاول میں لکھی گئی۔ علامہ ابن حجر کہتے ہیں کہ یہ روایت مُعْضَل ہے۔ مُعْضَل سے مراد وہ روایت ہوتی ہے جس کی سند میں پے در پے دو یا زیادہ راوی ساکت ہوں۔ ایک اَور روایت میں ہے کہ تاریخ کی ابتدا اس دن سے ہوئی جس دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے اور مشہور بات اس کے برعکس ہے اور وہ یہ کہ تاریخ تقویم ہجری حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں قائم ہوئی۔

سُبُلُ الْهُدٰی وَالرَّشَادِ فِیْ سِیْرَۃِ خَیْرِ الْعِبَادِ کے مصنف محمد بن یوسف صالحی کہتے ہیں کہ ابن صلاح نے کہا ہے کہ انہوں نے ابوطاہر مَحْمِش کی کتاب اَلشُّرُوط میں یہ لکھا ہوا دیکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تاریخ لکھنے کا ارشاد فرمایا تھا کیونکہ جب آپؐ نے نجران کے عیسائیوں کی طرف خط لکھنے کا ارشاد فرمایا تو حضرت علیؓ سے فرمایا اس میں لکھو لِخَمْسٍ مِّنَ الْهِجْرَۃِ۔ یعنی ہجرت کے بعد پانچواں سال۔ پس اس لحاظ سے پہلے مؤرخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور حضرت عمرؓ نے اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی ہے۔ دوسرے قول کے مطابق حضرت یَعلیٰ بن اُمَیَّہؓ نے تاریخ کا آغاز کیا جو یمن کے رہنے والے تھے۔ امام احمد نے اس کو بیان کیا ہے لیکن اس میں انقطاع ہے یعنی عمرو اور یَعلیٰ کے درمیان میں۔ تیسرے اور مشہور قول کے مطابق یہ ہے کہ تاریخ تقویم ہجری کا آغاز حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں ہوا۔

ہجری کیلنڈر کے لیے ہجرت سے کیوں آغاز کیا گیا؟ اس بارے میں یہ تفصیل ملتی ہے۔ جب حضرت عمرؓ نے سال کی تعیین کے لیے مشورہ مانگا تو ایک رائے یہ تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے اس کا آغاز کیا جائے۔ دوسری رائے یہ تھی کہ آپؐ کے مبعوث ہونے کے سال سے اس کا آغاز کیا جائے۔ تیسری رائے یہ تھی کہ آپؐ کی وفات کے سال سے اس کا آغاز کیا جائے۔ چوتھی رائے یہ تھی کہ آپؐ کی ہجرت کے سال سے اس کا آغاز کیا جائے۔ ہجرت کے سال سے اس کا آغاز کرنا مناسب سمجھا گیا کیونکہ ولادت اور بعثت کے سال کی تعیین میں اختلاف تھا۔ جہاں تک وفات کا تعلق ہے تو اس لیے منتخب نہیں کیا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی وجہ سے مسلمانوں کے رنج و الم کا عنصر اس میں شامل تھا۔ پس صحابہ نے ہجرت پر اتفاق کیا۔

صحابہؓ نے ربیع الاول کی بجائے محرم سے سال کا آغاز کیوں کیا؟ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کا عزم محرم کے مہینہ میں ہی کر لیا تھا۔ ذوالحجہ میں بیعت عَقَبہ ثانیہ ہو چکی تھی اور وہی ہجرت کا پیش خیمہ تھی۔ اس طرح بیعت عَقَبہ ثانیہ اور ہجرت کا پختہ ارادہ کر لینے کے بعد جس مہینے کا چاند طلوع ہوا وہ محرم کا چاند تھا۔ لہٰذا مناسب یہی سمجھا گیا کہ اسی کو نقطہ آغاز بنایا جائے۔ علامہ ابن حجر کہتے ہیں اسلامی کیلنڈر کے محرم سے آغاز کی مناسبت سے میرے نزدیک یہ سب سے مضبوط دلیل ہے۔
(فتح الباری لابن حجر جلد۷ صفحہ ۳۱۴-۳۱۵۔ کتاب مناقب الانصار باب التاریخ حدیث ۳۹۳۴۔ دار الریان للتراث قاھرہ ۱۹۸۶ء)
(سبل الھدیٰ و الرشاد جلد ۱۲ صفحہ ۳۶-۳۷۔ باب مبدأ التاریخ الاسلامی۔ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۳ء)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کب تشریف لائے؟ اس بارے میں مختلف آراء ہیں۔ آپؐ مختلف جگہ ٹھہرتے ہوئے بارہ ربیع الاول 14/ نبوی مطابق 20/ ستمبر 622ء کو مدینہ کے پاس پہنچے۔ بعض مؤرخین کے نزدیک 8/ ربیع الاول کی تاریخ تھی۔ بعض کے نزدیک آپؐ ماہ صفر میں نکلے اور ربیع الاول میں پہنچے۔ یکم ربیع الاول کو مکہ سے آپؐ نے ہجرت کا آغاز فرمایا اور بارہ ربیع الاول کو مدینہ پہنچے۔
(ماخوذ از سیرت خاتم النبیین ﷺ صفحہ 243 از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے)
(شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ جزء ۲ صفحہ ۱۰۲ باب ھجرۃ المصطفیٰ و اصحابہٖ۔ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۶ء)

تقویم ہجری کس سال میں ہوئی؟ اس بارے میں بھی مختلف آراء ہیں۔ کب یہ کیلنڈر شروع ہوا؟ کچھ کہتے ہیں سولہ ہجری میں ہوئی۔ کچھ کے نزدیک سترہ ہجری میں ہوئی۔ کچھ کہتے ہیں کہ اٹھارہ ہجری میں ہوئی۔ بعض کے نزدیک اکیس ہجری میں ہوئی۔
(فتح الباری لابن حجر جلد۷ صفحہ ۳۱۵۔ کتاب مناقب الانصار باب التاریخ حدیث ۳۹۳۴۔ دار الریان للتراث قاھرہ ۱۹۸۶ء)
(الکامل فی التاریخ لابن اثیر جزء ۱ صفحہ ۱۳۔ دار الکتاب العربی بیروت ۲۰۱۲ء)
(ماخوذ از الفاروق از شبلی نعمانی صفحہ 248 ادارہ اسلامیات کراچی 2004ء)

لیکن اس بات پر بہرحال اکثر متفق ہیں کہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں اس کیلنڈر کا اجرا ہوا۔

اسلامی سکّہ۔ عام مؤرخین کے نزدیک عرب میں سب سے پہلے سکّہ عبدالملک بن مروان نے جاری کیا۔ مدینہ طیبہ کے بعض مؤرخین نے کہا ہے کہ سب سے پہلے اسلامی سکّےحضرت عمرؓ کے دور میں رائج ہوئے تھے۔ ان کے اوپر 'اَلْحَمْدُلِلّٰہ' کندہ تھا اور بعض پر 'مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ' اور بعض پر 'لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ' بھی کندہ ہوتا تھا لیکن ساسانی، ایرانی بادشاہوں کی تصویروں سے کوئی تعرض نہیں کیا گیا۔ ایک تحقیق کے مطابق سب سے پہلے اسلامی سکّے دمشق میں سترہ ہجری میں حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں رائج ہوئے تھے مگر ان کے اوپر بھی بازنطینی شہنشاہ کی تصویر اور لاطینی میں ان کی لکھائی موجود ہوا کرتی تھی اور ایک روایت کے مطابق حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں اٹھائیس ہجری میں سب سے پہلے اپنا سکّہ استعمال ہوا۔ وقتی طور پر ساسانیوں کے علاقوں میں رائج سکّوں کو ہی چلایا گیا۔ ان کے اوپر ساسانی بادشاہوں کی تصاویر ہوا کرتی تھیں مگر ان پر کوفی رسم الخط میں بسم اللہ لکھ دیا گیا۔

(ماخوذ از الفاروق از شبلی نعمانی صفحہ 250 ادارہ اسلامیات کراچی 2004ء)

(ماخوذ از جستجوئے مدینہ صفحہ 310 از عبدالحمید قادری۔ اورینٹل پبلی کیشنز پاکستان)

پھر یہ کہ حضرت عمرؓ نے کون کون سی باتیں شروع کیں؟ کون سی اوّلیات ہیں جو اوّلیاتِ فاروقی کہلاتی ہیں؟ علامہ شبلی نعمانی اپنی کتاب الفاروق میں لکھتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے ہر ذریعہ میں جو جو نئی باتیں ایجاد کیں ان کو مؤرخین نے یکجا لکھا ہے اور ان کو اوّلیات کہا جاتا ہے اور وہ درج ذیل ہیں۔ یعنی یہ شروع کروائیں:

بیت المال یعنی خزانہ قائم کیا۔ نمبر دو: عدالتیں قائم کیں اور قاضی مقرر کیے۔ پھر تاریخ اور سن قائم کیا جو آج تک جاری ہے۔ نمبر چار: امیر المومنین کا لقب حضرت عمرؓ نے خلیفۂ وقت کے لیے اختیار کیا۔ نمبر پانچ: فوجی دفتر ترتیب دیا۔ نمبر چھ: والنٹیئرز کی تنخواہیں مقرر کیں۔ نمبر سات: دفتر مال قائم کیا۔ نمبر آٹھ: پیمائش جاری کیں۔ نمبر نو: مردم شماری کروائی۔ نمبر دس: نہریں کھدوائیں۔ گیارہ: شہر آباد کرائے یعنی کوفہ، بصرہ، جیزہ، فُسطاط، مُوصَل وغیرہ۔ نمبر بارہ یہ ہے کہ ممالک مقبوضہ کو صوبوں میں تقسیم کیا۔ نمبر تیرہ: عُشور یعنی دسواں حصہ بطور ٹیکس یا محصول مقرر کیا۔ عُشور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایجاد ہے جس کی ابتدا یوں ہوئی کہ مسلمان جو غیر ملکوں میں تجارت کے لیے جاتے تھے ان سے وہاں کے دستور کے مطابق مال تجارت پر دس فیصد ٹیکس لیا جاتا تھا۔ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم دیا کہ ان ملکوں کے تاجر جو ہمارے ملک میں آئیں ان سے بھی اسی قدر محصول لیا جائے یعنی پھر دس فیصد ان سے بھی وصول کیا جائے۔ نمبر چودہ یہ ہے کہ دریا کی پیداوار پر محصول لگایا اور محصل مقرر کیے۔ نمبر پندرہ: حربی تاجروں کو ملک میں آنے اور تجارت کرنے کی اجازت دی۔ نمبر سولہ: جیل خانہ قائم کیا۔ نمبر سترہ: دُرّے کا استعمال کیا۔ نمبر اٹھارہ: راتوں کو گشت کر کے رعایا کے دریافت حال کا طریق نکالا۔ نمبر انیس: پولیس کا محکمہ قائم کیا۔ نمبر بیس: جابجا فوجی چھاؤنیاں قائم کیں۔ نمبر اکیس: گھوڑوں کی نسلوں میں اَصِیل اور مُجَنَّس کی تمیز قائم کی جو اس وقت تک عرب میں نہ تھی۔ نمبر بائیس: پرچہ نویس مقرر کیے۔ نمبر تیئس: مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تک مسافروں کے آرام کے لیے مکانات بنوائے۔ چوبیس: لاوارث بچوں کی پرورش کے لیے روزینہ مقرر کیے۔ پچیس: مختلف شہروں میں مہمان خانے تعمیر کرائے۔ چھبیس: یہ قاعدہ قرار دیا کہ اہل عرب گو کافر ہوں غلام نہیں بنائے جا سکتے۔ ستائیس: مفلوک الحال عیسائیوں اور یہودیوں کے روزینے مقرر کیے۔ اٹھائیس: مکاتب قائم کیے۔ انتیس: معلّموں اور مدرسوں کے مشاہرے مقرر فرمائے، تنخواہیں مقرر کیں۔ تیس: حضرت ابوبکرؓ کو اصرار کے ساتھ قرآن مجید کی ترتیب پر آمادہ کیا اور اپنے اہتمام سے اس کام کو پورا کیا۔ اکتیس: قیاس کا اصول قائم کیا۔ بتیس: فرائض میں 'عول' کا مسئلہ ایجاد کیا یعنی نان نفقہ کے لیے بعض لوگوں کو عیال میں شامل کرنا۔ تینتیس: نماز تراویح جماعت سے قائم کی۔ چونتیس: تین طلاقوں کو جو ایک ساتھ دی جاتی تھیں طلاق بائن قرار دیا۔ یہ تو آپؓ نے سزا کے طور پر بھی کیا تھا۔ پینتیس: شراب کی حد کے لیے اسّی کوڑے مقرر کیے۔ چھتیس: تجارت کے گھوڑوں پر زکوٰۃ مقرر کی۔ سینتیس: بنو تغلب کے عیسائیوں پر بجائے جزیہ کے زکوٰۃ مقرر کی۔ اڑتیس: وقف کا طریقہ ایجاد کیا۔ انتالیس: نماز جنازہ میں چار تکبیروں پر تمام لوگوں کا اجماع کروا دیا۔ ویسے عمومی طور پر مسنون یہی ہے تین تکبیریں ہوتی ہیں یا پہلی تکبیر کے ساتھ آخری تکبیر تک سلام پھیرنے سے پہلے چار... ابھی بھی یہی رائج ہیں۔ چالیس یہ ہے کہ مساجد میں وعظ کا طریقہ قائم کیا اور ان کی اجازت سے تمیم داری نے وعظ کہا اور یہ اسلام میں پہلا وعظ تھا۔ اکتالیس: اماموں اور مؤذنوں کی تنخواہیں مقرر کیں۔ بیالیس: مساجد میں راتوں کو روشنی کا انتظام کیا۔ تینتالیس: ہجو کرنے پر تعزیر کی سزا قائم کی۔ چوالیس: غزلیہ اشعار میں عورتوں کے نام لینے سے منع کیا حالانکہ یہ طریقہ عرب میں مدتوں سے جاری تھا۔ علامہ شبلی لکھتے ہیں کہ اس کے سوا اَور بھی عمرؓ کی اوّلیات ہیں جن کو ہم طوالت کے خوف سے قلم انداز کرتے ہیں۔

(ماخوذ از الفاروق از شبلی نعمانی صفحہ 401 تا 403، 212 دار الاشاعت کراچی 1991ء)

بہرحال یہ ذکر ابھی چل رہا ہے۔ آئندہ بھی ان شاء اللہ بیان ہوگا۔ اس وقت میں بعض مرحومین کا بھی ذکر کرنا چاہتا ہوں اور ان شاء اللہ نماز کے بعد نماز جنازہ پڑھاؤں گا۔

پہلا ذکر مکرم سرِپتوہادی سِسوُویو (Suripto Hadi Siswoyo) صاحب انڈونیشیا کا ہے۔ اناسی سال کی عمر میں گذشتہ ماہ ان کی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ انہوں نے اکیس سال کی عمر میں بیعت کر لی تھی اور اس وقت بڑی مضبوطی سے قائم رہے۔ مرحوم کی اہلیہ نے لکھا ہے کہ مرحوم نے اہلیہ کے علاوہ آٹھ بچے یادگار چھوڑے ہیں۔ ایک بیٹا ان کا بطور مبلغ خدمت بجا لا رہا ہے۔ مرحوم کئی مرتبہ جماعت کے صدر کی حیثیت سے خدمت سرانجام دیتے رہے۔ دارالقضاء انڈونیشیا میں بطور قاضی بھی خدمت کی توفیق پائی۔ تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ ایک فعال داعی الی اللہ تھے۔ کسی بھی قسم کے مشکل حالات میں تبلیغ کا جذبہ کبھی ختم نہیں ہوا۔ ان کے بیٹے اروان حبیب اللہ، جو مربی ہیں، کہتے ہیں کہ کئی دفعہ ایسا ہوتا کہ موٹر سائیکل کسی کے گھر چھوڑ کر تبلیغ کے لیے بیسیوں کلومیٹر تک پیدل سفر کیا کرتے تھے۔ دوسرے گاؤں جانے کے لیے نہروں اور چٹانوں کو پار کرنا پڑتا تو کرتے۔ سفر بہت مشکل ہوتا تھا۔ والد صاحب محنت اور مشقت کرنے والے شخص تھے۔ جب والد صاحب بطور ٹیچر ملازمت کرتے تھے تو انہوں نے سکول کے پرنسپل کو درخواست کی کہ ان کے پڑھانے کی باری چار ہی دنوں میں کروا دی جائے۔ سکول کی جتنی کلاسیں ہیں چار دن میں مکمل کر دیں اور باقی دن چھٹی ہو جائے تاکہ تبلیغ کے لیے زیادہ وقت مل سکے۔ جمعرات میں سکول سے فارغ ہو کر سیدھا تبلیغ کے لیے جاتے اور اتوار کی شام کو ہی گھر واپس آتے تھے بلکہ بعض دفعہ سوموار کی صبح گھر آتے۔

بشارت احمد صاحب مربی سلسلہ لکھتے ہیں کہ وسطی جاوا کے وونوسوبو (Wonosobo) علاقے میں دس جماعتیں آپ کے ذریعہ سے قائم ہوئیں۔ ہر حالت میں تہجد کا خاص اہتمام کرتے تھے۔ ہر سطح کے لوگوں سے بڑی عزت اور نرمی سے پیش آتے تھے۔ ایک بار آپ نے کہا کہ میری خواہش ہے کہ آخری ایام تک تبلیغ میں مصروف رہوں اسی میں میری خوشی اور میری صحت کی کنجی تھی۔ احمد ہدایت صاحب مربی سلسلہ بیان کرتے ہیں کہ مرحوم ایک بہادر داعی الی اللہ تھے۔ جب مخالفت کرنے والے لوگوں کی طرف سے دھمکی ملتی تو کبھی خوف محسوس نہیں کرتے تھے اور بڑا ڈٹ کر مقابلہ کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ درجات بلند فرمائے۔

اگلا ذکر چودھری بشیر احمد بھٹی صاحب ابن اللہ داد صاحب بھوڑو ضلع ننکانہ صاحب کا ہے۔ پچانوے سال کی عمر میں ان کی گذشتہ ماہ وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ان کے بیٹے محمد فضل بھٹی صاحب مربی سلسلہ تنزانیہ ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ پیدائشی احمدی تھے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔ انصاف پسند اور صاف گو تھے۔ احمدیت اور خلافت کے ساتھ والہانہ عشق تھا، چھوٹی عمر سے ہی قادیان جلسہ پر جایا کرتے تھے۔ گاؤں میں تعویذ گنڈے کرنے والوں سے لوگ بہت ڈرتے تھے، یہ عام رواج ہے ہمارے ملکوں میں۔ تو آپ ان لوگوں کو کہا کرتے تھے کہ ان لوگوں سے نہ ڈرا کرو۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے بغیر آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے لیکن گاؤں کے لوگ ان کو یہ کہہ دیا

کرتے تھے کہ آپ لوگ تو احمدی ہیں، آپ ان چیزوں کو نہیں مانتے اس لیے آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا لیکن ہمیں بڑا خوف ہے۔ 1953ء میں جب فسادات شروع ہوئے تو مخالفین احمدیت نے علاقے میں جلوس نکالے۔ احمدیوں کے گھروں کو آگ لگانے کا پروگرام بنایا۔ قریبی گاؤں سے آپ کی برادری کے سرکردہ افراد جو اپنے گاؤں میں بڑا اثر ورسوخ رکھتے تھے مگر احمدی نہیں تھے، کچھ لوگ ان کے پاس گئے اور انہوں نے کہا کہ احمدی ڈیرے پر رہتے ہیں، کل ہمارا وہاں آگ لگانے کا پروگرام ہے ان کو سمجھا لیں کہ وہاں سے چلے جائیں یا احمدیت سے انکار کر دیں ورنہ انجام اچھا نہیں ہوگا۔ تو ان کے رشتہ داروں نے جب اپنے رشتہ دار کو سمجھایا کہ عارضی طور پر احمدیت کا انکار کر دو۔ جب جلوس چلا جائے گا تو پھر واپس اپنے دین پہ آجانا تو آپ نے انہیں کہا کہ آپ پریشان نہ ہوں ہم نے بڑی سوچ سمجھ کے احمدیت قبول کی ہے۔ ہمارا کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ ہم احمدیت کے لیے قربان تو ہو سکتے ہیں مگر یہ گوارا نہیں کر سکتے کہ ایک منٹ کے لیے بھی اپنے ایمان سے پیچھے ہٹیں۔ بہرحال انہوں نے کہا اگر تم کچھ نہیں کر سکتے تو نہ کرو ہمارا توکّل اللہ تعالیٰ پر ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسا انتظام کیا کہ جلوس بھی کچھ فاصلے تک آکے خود بخود تتر بتر ہو گیا اور ان کو ان کے ڈیرے تک آنے کی جرأت نہیں ہوئی۔

پسماندگان میں دو بیٹیاں اور پانچ بیٹے شامل ہیں۔ ایک بیٹے مکرم افضل بھٹی صاحب مربی سلسلہ تنزانیہ ہیں، وہاں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ میدانِ عمل میں ہونے کی وجہ سے جنازہ اور تدفین میں شامل نہیں ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ان کی اولاد کو بھی ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے بیٹے جو شامل نہیں ہو سکے ان کو بھی صبر اور حوصلہ کی توفیق دے۔

اگلا ذکر حمید اللہ خادم ملہی صاحب ابن چوہدری اللہ رکھا ملہی صاحب دارالنصر غربی ربوہ کا ہے۔ 82 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ آپ چوہدری اللہ بخش ٹُھلّر صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نواسے اور نصر اللہ ملہی صاحب شہید مربی سلسلہ کے والد تھے۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، سادہ لوح، شریف النفس، غریب پرور، ایک مخلص اور فدائی احمدی تھے۔ دورانِ ملازمت بڑی بہادری سے مخالفت کا ڈٹ کر مقابلہ کرتے رہے۔ ان کے ایک بیٹے واقفِ زندگی ہیں۔ ربوہ میں طاہر ہارٹ میں کام کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔

اگلا ذکر محمد علی خان صاحب پشاور کا ہے جو شریف اللہ خان صاحب کے بیٹے تھے۔ نواسی سال کی عمر میں یا اناوے [89] eighty nine سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ اللہ کے فضل سے 8/1 حصہ کے موصی تھے۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور سات بیٹے شامل ہیں۔ ان کی ایک بیٹی سلیمہ صاحبہ جو برہان صاحب کی اہلیہ ہیں یہاں اسلام آباد میں ہی رہتی ہیں۔ یہ لکھتی ہیں کہ پہلے یہ لوگ، ان کا خاندان غیر مبائع تھے۔ پھر 1954ء میں ان کے والد نے خلیفہ ثانیؓ کے ہاتھ پر بیعت کی اور تاحیات جماعت اور خلافت سے وابستہ رہے اور ان کے والد نے دینی غیرت اور جماعت سے گہری وابستگی کا مظاہرہ کیا۔ بہرحال اس کے بعد پھر ان کو جماعتی خدمت کی بھی توفیق ملی۔ قائد ضلع خدام الاحمدیہ بھی رہے۔ پھر سیکرٹری وصایا، سیکرٹری تعلیم القرآن وغیرہ رہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ بڑی گہرائی سے کیا کرتے تھے۔ قرآن کریم سے آپ کو بے پناہ محبت تھی۔ ہمیشہ آپ کو قرآن کریم کی تلاوت کرتے دیکھا۔ قرآن کریم کا بہت سا حصہ آپ کو زبانی یاد تھا۔ دعا گو، نیک، مہمان نواز، سچے اور کھرے انسان تھے۔ درود شریف کا بہت ورد کیا کرتے تھے۔ لوگوں کی مالی مدد بھی بہت کرتے تھے۔ ان کے غیر احمدی رشتہ داروں نے ان کو کہا کہ اگر آپ احمدیت چھوڑ دیں تو ہم آپ کے قدموں میں قربان ہونے کے لیے تیار ہیں تو کہتی ہیں میرے والد نے ان کو جواب دیا مجھے تمہاری قربانی کی کیا ضرورت ہے۔ میں تو خود قربان ہو چکا ہوں۔ اب میری بات سنو کہ مسیح موعودؑ کو مان لو جس نے آنا تھا وہ آ گیا، اور اپنی زندگیاں سنوار لو۔ لیکن بہرحال انہوں نے کوئی توجہ نہیں دی۔ آہستہ آہستہ وہ سارے رشتہ دار ساتھ چھوڑ گئے لیکن آپ احمدیت کے ساتھ تعلق میں دن بہ دن ترقی کرتے چلے گئے۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ درجات بلند کرے۔

اگلا ذکر صاحبزادہ مہدی لطیف صاحب میری لینڈ امریکہ کا ہے جو ستاسی [87] سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ صاحبزادہ مہدی لطیف صاحب حضرت صاحبزادہ عبداللطیف شہیدؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے اور صاحبزادہ محمد طیّب لطیف صاحب مرحوم کے بیٹے تھے۔ صاحبزادہ مہدی لطیف صاحب مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا بہت وسیع مطالعہ کیا ہوا تھا۔ پنجوقتہ نمازوں اور تہجد کی ادائیگی باقاعدگی سے کیا کرتے تھے۔ خلافت احمدیت کے شیدائی تھے۔ بہت ہی عاجز اور منکسر المزاج شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کو تبلیغ کا بہت شوق تھا اور ہمیشہ دوسروں کو بھی تبلیغ کرنے کی تلقین کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور درجات بلند کرے۔

اگلا ذکر فیضان احمد سمیر ابن شہزاد اکبر صاحب کا ہے۔ شہزاد اکبر صاحب جو ہیں یہ ہمارے دفتر پرائیویٹ سیکرٹری ربوہ کے کارکن ہیں، ان کے بیٹے تھے۔ کووِڈ سے سولہ سال کی عمر میں ان کی وفات ہوگئی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ نہایت ہی ذہین، کم گو، شریف النفس، نیک بچہ تھا۔ وقفِ نو کی تحریک میں شامل تھا۔ اپنی پڑھائی کی طرف توجہ دینے والا اور غیر ضروری سرگرمیوں میں بلکہ کھیلوں میں بھی بہت کم حصہ لیتا تھا۔ بالکل سنجیدہ طبع بچہ تھا۔ سکول کے علاوہ زیادہ وقت گھر پر گزارتا تھا۔ ان کے نانا خواجہ عبدالشکور صاحب بھی جماعت کی لمبا عرصہ خدمت کرتے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے والدین کو بھی صبر عطا فرمائے۔ مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ درجات بلند کرے۔

☆...☆...☆

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل)

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

کرتے ہیں۔ کافی سبزہ ربوہ میں نظر آتا ہے۔ لیکن اگر شہر کے لوگوں میں یہ حس پیدا نہ ہوئی کہ ہم نے نہ صرف ان پودوں کی حفاظت کرنی ہے بلکہ اردگرد کے ماحول کو بھی صاف رکھنا ہے تو پھر ایک طرف تو سبزہ نظر آ رہا ہو گا اور دوسری طرف کوڑے کے ڈھیروں سے بدبو کے بھبھاکے اٹھ رہے ہوں گے۔ اس لئے اہل ربوہ خاص توجہ دیتے ہوئے اپنے گھروں کے سامنے نالیوں کی صفائی کا بھی اہتمام کریں اور گھروں کے ماحول میں بھی کوڑا کرکٹ سے جگہ کو صاف کرنے کا بھی انتظام کریں۔ تا کہ کبھی کسی راہ چلنے والے کو اس طرح نہ چلنا پڑے کہ گند سے بچنے کے لئے سنبھل سنبھال کر قدم رکھ رہا ہو اور ناک پر رومال ہو کہ بو آ رہی ہے۔ اب اگر جلسے نہیں ہوتے تو یہ مطلب نہیں کہ ربوہ صاف نہ ہو بلکہ جس طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا تھا کہ دلہن کی طرح سجا کے رکھو۔ یہ سجاوٹ اب مستقل رہنی چاہئے۔ مشاورت کے دنوں میں ربوہ کی بعض سڑکوں کو سجایا گیا تھا۔ تزئین ربوہ والوں نے اس کی تصویریں بھیجی ہیں، بہت خوبصورت سجایا گیا لیکن ربوہ کا اب ہر چوک اس طرح سجنا چاہئے تا کہ احساس ہو کہ ہاں ربوہ میں صفائی اور خوبصورتی کی طرف توجہ دی گئی ہے اور ہر گھر کے سامنے صفائی کا ایک اعلیٰ معیار نظر آنا چاہئے۔ اور یہ کام صرف تزئین کمیٹی نہیں کر سکتی بلکہ ہر شہری کو اس طرف توجہ دینی ہو گی۔

(خطبہ جمعہ 23 اپریل 2004ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

## چھوٹی مگر سبق آموز بات

انسان کے لئے ضروری ہے کہ غضب اور محبت کے جذبات کو قبضہ میں رکھے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ کسی سے اتنی محبت نہ کرو کہ تفرقہ ہو تو شرمندہ ہونا پڑے اور کسی سے اتنا بغض نہ کرو کہ صلح ہو تو تب شرمندہ ہونا پڑے۔ پس خواہ محبت کے تعلقات ہوں یا بغض کے ان میں خطرہ ہوتا ہے۔ کیونکہ بعض اوقات انسان اپنے آپ کو ایسے مقام پر پاتا ہے جہاں سے لوٹنا اس کے لئے مشکل ہوتا ہے۔

خالد محمود شرما۔ کینیڈا

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

# پروگرام جلسہ سالانہ یوکے 2021ء

## جمعۃ المبارک 6/اگست

11:30: دوپہر کا کھانا اور تیاری نماز جمعہ

13:00: نماز جمعہ وعصر

16:25: پرچم کشائی (لوائے احمدیت)

16:30: تلاوت قرآن کریم، اردو ترجمہ، نظم، فارسی نظم اور اردو ترجمہ

**افتتاحی خطاب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز**

19:30: کھانا

21:00: نماز مغرب و عشاء

## ہفتہ 7/اگست

3:15: نماز تہجد

4:08: اذان نمازِ فجر

4:30: نمازِ فجر

4:45: درس قرآن

8:00: ناشتہ

### دوسرا اجلاس

(صدارت مکرم بلال ایٹکنسن صاحب)

10:00: تلاوت قرآن کریم، اردو ترجمہ اور اردو نظم

10:20: اسلام میں آزادئ اظہار کی حدود وقیود (اردو) مکرم طاہر ندیم صاحب۔مبلغ سلسلہ عربک ڈیسک۔لندن

10:50: غیر مسلموں کی نظر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام (انگریزی) مکرم احمد سلام صاحب۔سیکرٹری صنعت و تجارت۔جماعت احمدیہ یوکے

11:20: اردو نظم

11:30: نظام جماعت کی برکات اور ہمارا فرض (اردو) مکرم نصیر احمد قمر صاحب۔ایڈیشنل وکیل الاشاعت۔لندن

12:30: **حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زنانہ جلسہ گاہ میں تشریف آوری**

تلاوت قرآن کریم، اردو ترجمہ اور اردو نظم

**خطاب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز**

13:30: نماز ظہر وعصر

14:00: کھانا

### تیسرا اجلاس

16:30: معززین کے مختصر پیغامات

17:00: تلاوت قرآن کریم، اردو ترجمہ اور اردو نظم

**خطاب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز**

19:30: کھانا

21:00: نماز مغرب و عشاء

## اتوار 8/اگست

3:15: نماز تہجد

4:09: اذان نماز فجر

4:30: نماز فجر

4:45: درس الحدیث

8:00: ناشتہ

### چوتھا اجلاس

(صدارت: مکرم ڈاکٹر افتخار ایاز صاحب)

10:00: تلاوت قرآن کریم، اردو ترجمہ اور اردو نظم

10:20: قرآن کریم کی تعلیمات کی فضیلت (انگریزی) مکرم عبدالقدوس عارف صاحب۔صدر مجلس خدام الاحمدیہ۔یوکے

10:50: اسلام کی پیش کردہ توحید خالص (اردو) مکرم عطاء المجیب راشد صاحب۔امام مسجد فضل لندن و نائب امیر۔یوکے

11:20: اردو نظم

11:30: عالم اسلام اور خلافت احمدیہ (اردو) مکرم عبدالماجد طاہر صاحب۔ایڈیشنل وکیل التبشیر۔اسلام آباد۔یوکے

12:00: حضرت مسیح موعودؑ کے دل میں غلبہ اسلام کی تڑپ (انگریزی) مکرم رفیق احمد حیات صاحب، امیر جماعت، برطانیہ

12:30: **عالمی بیعتوں کے ایمان افروز نظارے**

13:30: نماز ظہر وعصر

14:00: کھانا

### اختتامی اجلاس

16:30: معززین کے مختصر خطابات

17:00: تلاوت قرآن کریم، اردو ترجمہ، عربی قصیدہ ترجمہ اور اردو نظم

احمدیہ امن انعام کا اعلان

**خطاب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز**

اختتامی دعا

## پروگرام جلسہ سالانہ مستورات ہفتہ 7/اگست

10:00: تلاوت قرآن کریم، اردو ترجمہ، اردو نظم

10:20: اسلام میں عورتوں کے حقوق (انگریزی) مکرمہ ماٹینا حکیم صاحبہ۔سیکرٹری اشاعت پاما۔لجنہ یوکے

10:45: تربیت اولاد اور ماں کی ذمہ داریاں (اردو) مکرمہ شرمین بٹ صاحبہ۔معاونہ صدر پریس اینڈ میڈیا لجنہ اماء اللہ یوکے

11:10: احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی طرف میرا سفر (انگریزی) مکرمہ آمنہ ملک صاحبہ۔نومبائعہ

11:35: ضروری اعلانات

12:30: **حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زنانہ جلسہ گاہ میں تشریف آوری**

تلاوت قرآن کریم، اردو ترجمہ اور اردو نظم

**خطاب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز**

## طلوع وغروب آفتاب

| 02 اگست 2021ء | طلوع فجر | غروب آفتاب |
|---|---|---|
| مکہ مکرمہ | 04:31 | 18:59 |
| مدینہ منورہ | 04:25 | 19:05 |
| قادیان | 04:13 | 19:24 |
| ربوہ | 03:53 | 19:04 |
| اسلام آباد ٹلفورڈ | 04:00 | 20:48 |